نضر اللہ امرأ سمع منا حدیثاً فحفظه حتی یبلغه

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ نزل احسن الحدیث

القرآن الحدیث

ماهنامه

الحدیث

حضرو

شمارہ نمبر
80

محرم ۱۴۳۲ھ جنوری ۲۰۱۱ء

مدیر:
حافظ زبیر علی زئی

- چغل خور کا انجام
- امام مہدی اور خراسان کی طرف سے کالے جھنڈے؟
- عبدالغفار دیوبندی کے سو (۱۰۰) جھوٹ
- محمود عالم صفدر (ننھے اوکاڑوی) کے مغالطے
- مولانا عبدالحمید اثری رحمہ اللہ

مکتبۃ الحدیث

حضرو، اٹک: پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ

ماہنامہ الحدیث حضرو

نضر اللّٰہ امرءًا سمع منا حدیثًا فحفظہ حتی یبلغہ

جلد: 8 | محرم ۱۴۳۲ھ جنوری ۲۰۱۱ء | شمارہ: 1

مدیر

حافظ زبیر علی زئی

معاونین

حافظ ندیم ظہیر

ابوخالد شاکر

ابوجابر عبداللہ دامانوی

قیمت

فی شمارہ : 20 روپے

سالانہ : 200 روپے

علاوہ محصول ڈاک

پاکستان: مع محصول ڈاک

300 روپے

اس شمارے میں

خط کتابت

مکتبۃ الحدیث

حضرو ضلع اٹک

ناشر حافظ شیر محمد

0300-5288783

مقام اشاعت

مکتبۃ الحدیث

حضرو ضلع اٹک

برائے رابطہ

0302-5756937

قیامت کے دن سُود خور کا انجام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ **اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ** ﴾ جو لوگ سُود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان (جن) نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔

(البقرۃ:۲۷۵)

فقہ القرآن:

① سُود کھانا اور سود **لینا** حرام ہے، نیز اس سلسلے میں کسی قسم کا تعاون کرنا بھی ممنوع ہے، بلکہ قیامت کے دن عذاب اور رُسوائی کا سبب ہے۔

② بعض لوگوں کو جن شیاطین چمٹ سکتے ہیں۔ دیکھئے تفسیر قرطبی (ج ۳ ص ۳۵۵)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: " **وکذلك دخول الجني في بدن الإنسان ثابت باتفاق أئمة أهل السنة** " اور اسی طرح انسان کے جسم میں جن کا داخل ہو جانا ائمہ اہلِ سنت کے اتفاق سے ثابت ہے۔ (مختصر الفتاویٰ المصریہ ص ۵۸۴)

③ "**یتخبطه**" کی تشریح میں مفسرِ قرآن امام قتادہ رحمہ اللہ (تابعی) نے فرمایا:

یہ شیطان کا پاگل کر دینا ہے۔ (تفسیر عبدالرزاق: ۳۵۲ و سندہ صحیح، تفسیر ابن جریر الطبری ۳/۷ ح ۶۲۳۸)

④ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آیتِ مذکورہ کی تفسیر میں فرمایا: یہ اُس وقت ہو گا جب اُسے (سود خور کو) اس کی قبر سے اٹھایا جائے گا۔ (تفسیر ابن المنذر ص ۵۰ ح ۲۵ و سندہ صحیح)

⑤ امام اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی (سدی کبیر) نے "**من المس**" کی تشریح میں فرمایا: **من الجنون** (تفسیر ابن جریر ۳/۷ ح ۶۲۴۱ و سندہ حسن، نسخہ محققہ مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ/مصر)

⑥ سُود خور پر عذاب کے لئے دیکھئے صحیح بخاری (۷۰۴۷)

⑦ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں سُود اور تمام گناہوں سے محفوظ رکھے، قبر اور قیامت کے عذاب سے بچائے اور دنیا و آخرت کو خیر ہی خیر بنا دے۔ (آمین)

کلمۃ الحدیث

حافظ زبیر علی زئی

چغل خور کا انجام

سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ایک آدمی (سیدنا) عثمان (رضی اللہ عنہ) تک (لوگوں کی) باتیں پہنچاتا ہے (یعنی وہ شخص چغل خور ہے) تو حذیفہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری:۶۰۵۶)

دو آدمیوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے یا لڑانے کے لئے ایک کی بات (نمک مرچ لگا کر) دوسرے تک پہنچانا چغلی (اور غیبت) کہلاتا ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے۔

(دیکھئے کتاب الکبائر للذہبی بتحقیق مشہور بن حسن آل سلمان ص ۳۵۵ کبیرہ:۴۵)

اللہ تعالیٰ نے اُس ذلیل شخص کی بات ماننے سے منع فرمایا ہے جو (جھوٹی) قسمیں کھاتا ہے، بہت نکتہ چیں ہے اور چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔ (دیکھئے سورۃ القلم:۱۰۔۱۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور (تمھارے خیال میں) کسی بڑی چیز پر نہیں، ان میں سے ایک چغل خور تھا اور دوسرا اپنے پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا۔ (صحیح بخاری:۲۱۶، صحیح مسلم:۲۹۲)

چغل خور کے ساتھ چھ (۶) طرح کا سلوک کرنا چاہئے: ① اسے سچا نہیں سمجھنا چاہئے، کیونکہ چغل خور فاسق ہے اور ایسے شخص کی روایت مردود ہوتی ہے۔ ② چغل خور کو اس بُرے عمل سے نرمی یا سختی کے ساتھ منع کرنا چاہئے۔ ③ چغل خور سے اللہ کے لئے بغض رکھنا چاہئے یعنی (اگر وہ اپنے عمل سے توبہ نہ کرے تو) اُسے بُرا سمجھنا چاہئے۔ ④ جس شخص کے بارے میں چغل خور نے چغلی کھائی ہے، اس کے بارے میں بُرا گمان گناہ ہے۔ ⑤ جس شخص کے متعلق چغلی کھائی گئی ہے، اُس کے بارے میں جاسوسی نہیں کرنی چاہئے۔ ⑥ اپنے آپ کو بھی ہر قسم کی چغل خوری سے مکمل طور پر بچانا چاہئے۔

ان باتوں پر عمل کر کے چغل خوری کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے یا اس کے نقصانات سے بچا جا سکتا ہے۔ (نیز دیکھئے موسوعہ نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱۱ ص ۵۶۶۶۔۵۵۶۷)

اضواء المصابیح

۲۵۳) وعن واثلة بن الأسقع قال قال رسول الله ﷺ :((مَن طلب العلم فأدركه كان له كفلان من الأجر، فإن لم يدركه كان له كفل من الأجر .))

رواه الدارمي .

اور (سیدنا) واثلہ بن اَسقع (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم طلب کرے اور اسے پالے تو اُسے دوگنا اجر ملتا ہے اور اگر حاصل نہ کر سکے تو اسے ایک حصہ اجر ملتا ہے۔ اسے دارمی (۹۷/۱ ح ۳۴۲) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

اس میں یزید بن ربیعہ الصنعانی سخت ضعیف و مجروح راوی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں گواہی دی: "**حديثه مناكير**"

اس کی حدیثیں **منکر** ہیں۔ (کتاب الضعفاء مع تحقیقی: تحفۃ الاقویاء ص ۱۱۹، رقم: ۴۱۴)

امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا: "**متروك الحديث**" یعنی وہ حدیث میں متروک ہے۔

(کتاب الضعفاء والمتروکین: ۶۴۳)

اُس پر مزید جروح کے لئے دیکھئے لسان المیزان (۲۸۶/۶)

۲۵۴) وعن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ :((إن مما يلحق المؤمن من عمله و حسناته بعد موته :علمًا علمه و نشره وولدًا صالحًا تركه أو مصحفًا ورّثه أو مسجدًا بناه أو بيتًا لابن السبيل بناه أو نهرًا أجراه أو صدقةً أخرجها من ماله في صحته و حياته، تلحقه من بعد موته .))

رواه ابن ماجه والبيهقي في شعب الإيمان .

اور (سیدنا) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی موت

کے بعد اس کی نیکیوں اور اعمال میں سے جو چیزیں اسے پہنچتی ہیں وہ اس کا علم ہے جو اس نے سکھایا اور پھیلایا، نیک اولاد جو وہ چھوڑ جائے، یا قرآن مجید جو اس نے بطورِ وراثت چھوڑا، مسجد جو اس نے بنائی یا مسافروں کے لئے گھر تعمیر کیا، نہر جو اس نے جاری کی یا اپنے مال سے حالتِ صحت اور اپنی زندگی میں صدقہ کیا، یہ اس کی موت کے بعد (بھی) اُسے پہنچتے ہیں یعنی ان کا ثواب اس کی وفات کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

اسے ابن ماجہ (۲۴۲) اور بیہقی نے شعب الایمان (۳۴۴۸، دوسرا نسخہ: ۳۱۷۴) میں روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے امام ابن خزیمہ (۱۲۱/۴ ح ۲۴۹۰) نے روایت کیا، یعنی صحیح قرار دیا ہے لیکن مرزوق بن ابی الہذیل الثقفی الدمشقی کے بارے میں محدثینِ کرام کا اختلاف ہے۔

دحیم، ابو حاتم الرازی اور ابن خزیمہ نے اس کی توثیق کی ہے اور حافظ منذری نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، جبکہ بخاری، ابن حبان، عقیلی، ابن عدی، ابن الجوزی اور ابن حجر العسقلانی وغیرہم نے اُس پر جرح کی ہے، لہٰذا جمہور کے نزدیک مضعّف ہونے کی وجہ سے وہ ضعیف الحدیث راوی ہے۔

حافظ ذہبی نے مرزوق مذکور کو اپنی کتاب دیوان الضعفاء والمتروکین (۳۵۲/۲ ت ۴۰۷۵) میں ذکر کیا اور ابن حبان سے نقل کیا کہ "**ینفرد عن الزهري بالمناکیر**" وہ زہری سے منکر روایتوں کے ساتھ منفرد ہوتا ہے۔

روایتِ مذکورہ بھی مرزوق: حدثنا الزہری کی سند سے ہے، جبکہ دوسری طرف امام دحیم نے مرزوق کو زہری سے صحیح الحدیث قرار دیا، لیکن جمہور کو ترجیح کی وجہ سے جرح راجح ہے۔

تنبیہ: مرنے کے بعد تین اعمال کا ثواب جاری رہتا ہے:

صدقۂ جاریہ، مفید علم اور دعا کرنے والی نیک اولاد۔

دیکھئے صحیح مسلم (۱۶۳۱) اور اضواء المصابیح (۲۰۳)

حافظ زبیر علی زئی

توضیح الاحکام

امام مہدی اور خراسان کی طرف سے کالے جھنڈے؟

سوال ایک روایت میں آیا ہے کہ ''جب تم دیکھو کہ خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈے نکل آئے تو اس لشکر میں شامل ہو جاؤ، چاہے تمھیں اس کے لیے برف پر گھسٹ کر (کرالنگ کر کے) کیوں نہ جانا پڑے، کہ اس لشکر میں اللہ کے آخری خلیفہ مہدی ہوں گے۔ (دیکھئے ابولبابہ شاہ منصور دیوبندی کی کتاب: ''دجال کون؟ کب؟ کہاں؟'' ص ۳۵۔۳۶ واللفظ لہ، بحوالہ الفتن لنعیم بن حماد: ۸۹۶، المستدرک للحاکم: ۸۵۶۴، عاصم عمر دیوبندی کی کتاب: ''تیسری جنگِ عظیم اور دجال'' ص ۵۶ بحوالہ مستدرک ۵۱۰/۴، اور سنن ابن ماجہ ۱۳۶۷/۲) کیا یہ روایت صحیح ہے؟ تحقیق کر کے جواب دیں۔ شکریہ!

(محمد عاطف خان، جوہر ٹاؤن لاہور)

الجواب یہ روایت ''**سفیان (الثوري) عن خالد الحذاء عن أبي قلابة عن أبي أسماء الرحبي عن ثوبان**'' رضی اللہ عنہ کی سند سے درج ذیل کتابوں میں موجود ہے:

۱: سنن ابن ماجہ (۴۰۸۴)

۲: المستدرک للحاکم (۴۶۳/۴۔۴۶۴ ح ۸۴۳۲ وصححہ علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی!)

۳: مسند الرویانی (ج۱ ص ۴۱۷۔۴۱۸ ح ۶۳۷)

۴: دلائل النبوۃ للبیہقی (۵۱۵/۶ وقال: ''تفرد به عبدالرزاق عن الثوري''!)

۵: السنن الواردۃ فی الفتن وغوائلھا والساعۃ وأشراطھا للدانی (۱۰۳۲/۵۔۱۰۳۳ ح ۵۴۸)

اس کے راوی امام سفیان ثوری رحمہ اللہ ثقہ ومتقن امام ہونے کے باوجود مشہور مدلس تھے۔ ابوزرعہ ابن العراقی نے کہا: ''**مشہور بالتدلیس**'' (کتاب المدلسین ص ۵۲ رقم ۲۱)

ابن العجمی اور سیوطی دونوں نے کہا: ''**مشهور به**'' (التبیین لأسماء المدلسین: ۲۵، اسماء المدلسین: ۱۸)

حافظ ابن حبان نے فرمایا: وہ مدلس راوی جو ثقہ عادل ہیں، ہم اُن کی صرف ان مرویات سے ہی حجت پکڑتے ہیں جن میں وہ سماع کی تصریح کریں مثلاً سفیان ثوری، اعمش اور ابواسحاق وغیرہم... (الاحسان ۱/۹۰، علمی مقالات ج ۱ ص ۲۶۶ ج ۳ ص ۳۰۸)

عینی حنفی نے کہا: اور سفیان (ثوری) مدلسین میں سے تھے اور مدلس کی عن والی روایت حجت نہیں ہوتی اِلا یہ کہ اُس کی تصریحِ سماع دوسری سند سے ثابت ہوجائے۔

(عمدۃ القاری ۳/۱۱۲، الحدیث حضرو: ۶۶ ص ۲۷)

ابن الترکمانی حنفی نے ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے کہا: اس میں تین علتیں (وجہ ضعف) ہیں: ثوری مدلس ہیں اور انھوں نے یہ روایت عن سے بیان کی ہے...

(الجوہر النقی ۸/۲۶۲)

اس روایت میں بھی سفیان ثوری کے سماع کی تصریح نہیں، لہٰذا یہ ضعیف ہے اور یاد رہے کہ درج بالا تصریحات اور دیگر دلائل کی رُو سے سفیان ثوری کو مدلسین کے طبقۂ ثانیہ میں ذکر کرنا غلط ہے۔ نیز دیکھئے الحدیث: ۶۷ ص ۱۱۔۳۲

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری مرفوع روایت میں بھی خراسان کی طرف سے کالے جھنڈوں کا ذکر آیا ہے۔

(مسند احمد ۵/۲۷۷ ح ۲۲۳۸۷، دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۵۱۶، العلل المتناہیہ لابن الجوزی: ۱۴۴۵)

یہ سند کئی وجہ سے ضعیف ہے: علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔ (تقریب التہذیب: ۴۷۳۴) شریک القاضی مدلس ہیں اور سند عن سے ہے۔ روایت منقطع بھی ہے۔

تنبیہ: سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت میں آیا ہے کہ "**إذا رأیتم الرایات السود خرجت من قبل خراسان فأتوھا فإن فیھا خلیفۃ اللہ المھدي**"

جب تم دیکھو کہ خراسان کی طرف سے کالے جھنڈے نکلیں تو ادھر جاؤ، کیونکہ وہاں اللہ کے خلیفہ مہدی ہوں گے۔ (المستدرک للحاکم ۴/۵۰۲ ح ۸۵۳۱ وصححہ علیٰ شرط الشیخین، دلائل النبوۃ ۶/۵۱۶)

اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے اور یہ مرفوع حکماً ہے۔

عبدالوہاب بن عطاء نے سماع کی تصریح کر دی ہے اور یحییٰ بن ابی طالب جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث راوی تھے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل روایت میں کالے جھنڈوں کا ذکر آیا ہے: دیکھئے سنن ابن ماجہ (۴۰۸۲) مصنف ابن ابی شیبہ (۱۵/ ۲۳۵ ح ۱۹۱۷۷) مسند ابن ابی شیبہ (۱/ ۲۰۹۔۲۱۰ ح ۳۰۸) مسند الشافعی (۱/ ۳۴۷ ح ۳۲۹) مسند ابی یعلیٰ (۹/ ۱۷۔۱۸ ح ۵۰۸۴) المعجم الاوسط للطبرانی (۶/ ۳۲۷ ح ۵۶۹۵) الکامل لابن عدی (۵/ ۱۷۸۳، دوسرا نسخہ ۶/ ۲۳۲) الضعفاء للعقیلی (۴/ ۳۸۱) الفتن للدانی (۵/ ۱۰۳۱۔۱۰۳۲ ح ۵۴۷) الفتن للامام نعیم بن حماد الصدوق (۸۵۲)

اس کا راوی یزید بن ابی زیاد الکوفی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔
دیکھئے ہدی الساری لابن حجر (ص ۴۵۹) اور زوائد سنن ابن ماجہ للبوصیری (۲۱۱۶)

المستدرک للحاکم (۴/ ۴۶۴ ح ۸۴۳۴) میں ایک موضوع روایت ہے، جس کا بیان کرنا جائز نہیں ہے۔ قال الذہبی: "**هذا موضوع**"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک روایت میں بھی کالے جھنڈوں کا ذکر آیا ہے:
(دیکھئے سنن الترمذی: ۲۲۶۹ وقال: ھذا حدیث غریب حسن، مسند احمد ۲/ ۳۶۵ ح ۸۷۷۵، الاوسط للطبرانی ۳/ ۳۲۳ ح ۳۵۶۰، البحر الزخار للبزار ۱۴/ ۱۴۴ ح ۷۶۲۵، دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/ ۵۱۶)

اس روایت میں رشدین بن سعد ضعیف ہے، اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔
دیکھئے تخریج الاحیاء للعراقی (۴/ ۸۴) مجمع الزوائد (۵/ ۶۶، ۱/ ۵۸، ۲۰۱) اور اتحاف السادۃ المتقین (۹/ ۵۳)

کتاب الفتن للامام الصدوق نعیم بن حماد المروزی میں کئی ضعیف و مردود روایات و آثار موجود ہیں۔ (دیکھئے ۸۵۱۔۸۶۶)

خلاصۃ التحقیق: یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، لیکن سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے موقوفاً (یعنی صحابی کے قول کے طور پر) ثابت ہے۔ (۲۸/ اکتوبر ۲۰۱۰ء)

محمد زبیر صادق آبادی

عبدالغفار دیوبندی کے سو (۱۰۰) جھوٹ

چنی گوٹھ (تحصیل احمد پور شرقیہ، ضلع بہاولپور) کے عبدالغفار...دیوبندی نے اپنے باطل قافلے میں حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے بارے میں زبانِ طعن دراز کرتے ہوئے سو (۱۰۰) الزامات لگائے (دیکھئے قافلہ... ج ۳ ش ۴ ص ۱۶) اور انھیں اکاذیب کے نام سے پیش کیا۔ ہمارے اس مضمون میں ان الزامات کا دندان شکن جواب پیشِ خدمت ہے:

اعتراض نمبر: ۱ تا ۹ ، ۱۱ تا ۲۳) عبدالغفار نے جھوٹے الزامات کی فہرست بنائی ہے، اس میں ایک سے لے کر ۹ تک صحیح بخاری میں متابعت کی بات دھرائی ہے اور پھر گیارہ سے لے کر تئیس (۲۳) تک مختلف الفاظ میں اسی الزام کی تکرار ہے۔

(قافلہ...جلد اشارہ:۲، ۳، ۴)

ان تمام الزامات کا اُصولی جواب حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ نے ماہنامہ الحدیث حضرو میں دے دیا اور بتایا کہ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے داود بن عبدالرحمٰن العطار کے بارے میں لکھا ہے: امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ میں بطورِ متابعت ایک حدیث کے سوا ان کی کوئی روایت بیان نہیں کی۔ (ہدی الساری ص ۴۰۲، الحدیث:۴۰ ص ۶۱)

ثابت ہوا کہ عبدالغفار کا یہ خود ساختہ فلسفہ باطل ہے کہ پہلے اصالۃً روایت ہی ہوتی ہے اور پھر متابعۃً۔

حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ نے ثابت کیا کہ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ پر عبدالغفار دیوبندی نے جو الزام لگایا ہے، وہی الزام حافظ ابن حجر پر بھی لگتا ہے۔ یہ جواب پڑھ کر عبدالغفار اتنا پریشان ہوا کہ اُس نے مخبوط الحواس ہو کر لکھا:

''یہ حافظ ابن حجر کا اپنا گمان ہے جو بلا دلیل ہے کیا امام بخاریؒ م ۲۵۶ نے حافظ ابن حجر م ۸۵۲ھ کو ٹیلی فون کیا تھا کہ آپ کو اجازت ہے ھشیم و محمد بن فضیل کو حصین بن نمیر کا متابع

قرار دینا اور شعبہ کے طریق کو ذکر نہ کرنا...'' (قافلہ...جلد۲ شمارہ:۲ص ۴۵)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ کس طرح عبدالغفار نے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا ذکر کیا، یہاں تک کہ یہاں اُن کے نام پر رحمہ (یعنی رحمۃ اللہ علیہ) کی علامت لگانا بھی بھول گیا، حالانکہ آلِ دیوبند کے ''شیخ الحدیث'' محمد زکریا تبلیغی نے لکھا ہے: ''حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ''

(تقریر بخاری ج ۱ ص ۴۴)

سرفراز خان صفدر نے لکھا ہے: ''حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانیؒ'' (راہِ سنت ص ۳۹)

اور دوسری جگہ لکھا ہے: ''(مگر حافظ ابن حجرؒ اور علامہ سخاویؒ وغیرہ تو متساہل نہیں ہیں۔ صفدر)'' (المسلک المنصور ص ۲۳)

محمد حنیف گنگوہی (فاضلِ دیوبند) نے لکھا ہے: ''شیخ الاسلام ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی...'' (ظفر المحصلین باحوال المصنفین یعنی حالات مصنفین درسِ نظامی ص ۱۱۴)

قارئین کرام! عبدالغفار نے حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے خلاف بائیس (۲۲) دفعہ جھوٹ جھوٹ کی جو گردان کی ہے، اس سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کس طرح بچ سکتے ہیں؟ لہٰذا عبدالغفار خود ہی اپنی تحریر کی رُو سے بائیس دفعہ جھوٹا ہے۔

تنبیہ: عبدالغفار نے مزید لکھا ہے: ''...کیا امام بخاریؒ نے حافظ ابن حجرؒ کو ٹیلیفون پر اختیار و اجازت نامہ دیا ہے کہ آپ اپنی مرضی سے داؤد بن عبدالرحمٰن العطارؒ کی مروی حدیث کو متابعۃً قرار دینا جبکہ امام بخاریؒ کا اپنا مذہب و فعل و قاعدہ یہ ہے کہ جو راوی و روایت اصالۃً ہے وہی متابعۃً بھی ہے اور جو راوی و روایت متابعۃً ہے وہی اصالۃً بھی ہے کما صرح فی البخاری ج ۲ ص ۸۲۸ و ص ۱۱۰۰ ط کراتشی و ص ۴۷۴، رقم ۶۲۲۶ ط الریاض فلھذا حافظ ابن حجر العسقلانیؒ ہوں یا علی زئی...ہو امام بخاریؒ کے مقابلے میں ان کی بات بلا دلیل باطل و مردود ہے'' (قافلہ...جلد۲ شمارہ۲ ص ۴۸)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی گستاخی سے قطع نظر عرض ہے کہ چنی گوٹھ کے بہتان تراش نے اصالۃً و متابعۃً والی جو بات امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف منسوب کی ہے اور صحیح بخاری کے صفحات کا

حوالہ دیا ہے، وہاں امام بخاری کا اپنا مذہب وفعل و قاعدہ مذکور نہیں کہ پہلے روایت اصالۃً ہوگی اور بعد میں متابعۃً ہوگی، لہٰذا عبدالغفار نے عبارتِ مذکورہ میں امام بخاری رحمہ اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

اگر وہ اپنے لفظ ''صرح'' کی لاج رکھتے ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ سے مذکورہ صراحت صاف اور واضح الفاظ میں ثابت کر دے تو ہم اُسے الحدیث حضرو کا شمارہ نمبر ۵۹ بطورِ تحفہ دیں گے، جس میں ''الیاس گھمن کے ''قافلۂ حق'' کے پچاس (۵۰) جھوٹ'' کا مضمون لکھا ہوا ہے۔ ان شاء اللہ

یاد رہے کہ اس مضمون کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ والحمد للہ

۱۰) نورالعینین میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے **جدول** (چارٹ) میں بہت سے حوالوں میں سے سنن نسائی کے حوالے میں کتابت کی غلطی سے ۵ کا ہندسہ **چھپ گیا** تھا، اور بعد میں اس کی اصلاح دسمبر ۲۰۰۷ء کے طبع شدہ **ایڈیشن** میں کر دی گئی، دوسرے یہ کہ نسائی کے اس حوالے سے متصل پہلے مسند ابی عوانہ کا حوالہ ۵ کے ہندسے کے ساتھ لکھا ہوا ہے اور مسند ابی عوانہ میں عبیداللہ بن عمر کی روایت مذکورہ میں ''**ولا یفعل ذلك بین السجدتین**'' یعنی سجدوں کے درمیان یہ (رفع یدین) نہیں کرتے تھے، کے الفاظ صاف لکھے ہوئے ہیں۔ دیکھئے مسند ابی عوانہ (ج ۲ ص ۹۱ ح ۱۲۵۴)

اس قسم کی کتابت یا کمپوزنگ کی غلطی کو جھوٹ نہیں کہا جاتا، بلکہ یہ انسانی سہو ونسیان ہے جس سے کلیتاً محفوظ رہنا ناممکن یا بے حد مشکل ہے۔ اس طرح کی بہت سی غلطیاں خود دیوبندی مصنفین کی کتابوں میں موجود ہیں، جن میں سے پچاس نمونے ماہنامہ الحدیث میں شائع ہو چکے ہیں۔ دیکھئے عدد: ۶۶ ص ۳۵ تا ۴۶ (پچاس غلطیاں: سہو یا جھوٹ؟)

کیا عبدالغفار کے اصول سے مذکورہ دیوبندی مصنفین مثلاً سرفراز خان صفدر، حبیب اللہ ڈیروی، انور شاہ کشمیری اور محمد تقی عثمانی وغیرہم کو ان غلطیوں کی وجہ سے جھوٹے (کذابین) قرار دینا جائز ہے؟ اگر نہیں تو پھر دوسروں کے لئے دوہرے پیمانے کیوں ہیں؟

خودعبدالغفار کے مضمون میں الزام نمبر ۱ے تا ۴ے کی عبارت میں ۴ کا ہندسہ زائد چھپ گیا تھا، جس کا قافلۂ باطل کے ادارے نے ''تصحیح اغلاط!'' کے ساتھ اعلان کیا۔
دیکھئے قافلہ (جلد ۲ شمارہ ۲ ص ۲۴)

لہٰذا عبدالغفار...اپنے ہی خودساختہ اصول سے کذاب ثابت ہوا۔

الزام نمبر ۱۰ کے تحت عبدالغفار کی عبارت میں '' کما قال اللہ تعالیٰ '' الا لعنۃ اللہ علی الکذبین'' لکھا ہوا ہے، اور اس غلطی کا اعتراف قافلہ (جلد ۱ شمارہ ۳ ص ۶۴) پر ''تصحیح اغلاط'' (نمبر ۷) میں درج ہے۔

۲۴ تا ۷۰) اس کے بعد عبدالغفار نے حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ پر لگائے گئے جھوٹے الزامات کی جو فہرست بنائی ہے، ان میں چوبیس (۲۴) سے لے کر ستر (۷۰) تک یہی بات دھرائی ہے کہ ''علی زئی لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہد و دیگر علماء تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے تھے کما تقدم (ص ۲۹ وفتاوی ابن تیمیہؒ...''

(مثلاً دیکھئے قافلہ جلد ۱ شمارہ ۴ ص ۳۳، اور قافلہ جلد ۲ شمارہ ۴ ص ۳۴ باختلاف یسیر واللفظ للاول)

یہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت کا مفہوم ہے، جسے حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' نامی کتاب میں **نقل** کیا ہے۔ (ص ۳۸)

عبدالغفار نے حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے خلاف اڑتالیس (۴۸) دفعہ جھوٹ جھوٹ کی گردان کی ہے اور جھوٹ کی اس گردان کی وجہ سے عبدالغفار خود اپنے آپ کو جھوٹ کی دلدل سے نکال نہیں سکا بلکہ اس میں منہ تک پھنس گیا۔
تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو (شمارہ ۵۹ ص ۳۳۔۳۴)

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے اپنے اوپر لگائے گئے ان چنی گوٹھی الزامات کا مسکت جواب الحدیث حضرو (شمارہ ۵۵ ص ۲) پر دیا اور ثابت کیا کہ جھوٹ کی جو گردان عبدالغفار نے تراشی ہے، اس کی زد سے حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی بچ نہیں سکتے، یعنی عبدالغفار کے یہ اعتراضات حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ پر نہیں بلکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر ہیں، کیونکہ

یہ اُن کی عبارت ہے جسے حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے **نقل** کیا ہے اور حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو آلِ دیوبند بھی شیخ الاسلام کہتے ہیں۔

تفصیل کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث (شمارہ ۵۸ ص ۹)

بلکہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خلاف زبان درازی کرنے والے کو **بدعتی** کہتے ہیں۔

(راہِ سنت ص ۱۸۷)

لہٰذا خود عبدالغفار اڑتالیس (۴۸) دفعہ **جھوٹا ثابت** ہو گیا۔

تنبیہ: حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے جواب کا جواب **الجواب** ہماری **معلومات** کے مطابق ابھی **تک** دیوبندیت کی طرف سے نہیں آیا، گویا آلِ دیوبند اس کے جواب **الجواب** سے **ساکت اخرس** ہیں۔

۷۱ تا ۸۷) اس کے بعد عبدالغفار نے اکہتر (۷۱) تا ستاسی (۸۷) **تک** لگائے گئے جھوٹے **الزامات** میں کتابت کی **غلطی** کو بار بار دھرایا ہے اور **الزام** نمبر ۱۰ میں بھی **کتابت** کی غلطی کو جھوٹ بنا کر پیش کیا ہے، جس کا جواب (نمبر ۱۰ کے تحت) گزر چکا ہے۔

عرض ہے کہ اگر **کتابت** یا **کمپوزنگ** کی **غلطی** کو جھوٹ کہا جائے تو پھر عبدالغفار... خود بہت بڑا **جھوٹا ثابت** ہو جاتا ہے۔ دیکھئے الحدیث (عدد ۵۹ ص ۲۶)

کتابت کی **غلطی** سے **مراد** یہ ہے کہ سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے **جدول** (چارٹ) میں ۵ کا ہندسہ غلطی سے لکھا گیا ہے، حالانکہ ماہنامہ الحدیث حضرو (عدد ۵۸ ص ۴۲) پر **اعلانات** میں **ایک اعلان** چھپا ہے کہ ''نور العینین فی مسئلہ رفع الیدین (طبع اول تا طبع دسمبر ۲۰۰۷ء) میں صفحہ ۱۰۶ پر سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی تخریجِ حدیث والے **جدول** میں ۴ کے بجائے ۵ کا ہندسہ **بار بار** چھپ گیا ہے جبکہ اسی کتاب میں صفحہ ۱۲۴ پر اسی **حدیث** میں ۵ کے بجائے ۴ کا ہندسہ لکھا ہوا ہے اور یہی صحیح ہے لہٰذا اپنے نسخوں کی اصلاح کر لیں۔''

اس صریح **وضاحت** کے بعد بھی کتابت کی اس غلطی کو اگر جھوٹ کہا جائے تو عرض ہے کہ الحدیث حضرو (عدد ۶۶ ص ۳۵ تا ۴۶) میں ''پچاس غلطیاں: سہو یا جھوٹ؟'' کے عنوان

سے **ایک** مضمون شائع ہوا ہے، جس میں علمائے دیوبند کی بہت سی کتابتی اور کمپوزنگ کی غلطیوں میں سے پچاس حوالے پیش کئے گئے ہیں، لہٰذا عبدالغفار کے اپنے بنائے ہوئے اصول سے ثابت ہوا کہ علمائے دیوبند جھوٹے ہیں۔

لطیفہ: قافلۂ باطل (جلد۳ شمارہ۲ ص۲۴) پر اسی مضمون کے آخر میں تصحیحِ اغلاط کے نام سے **ایک** اعلان شائع ہوا ہے کہ

''(۳) قافلہ حق ج3 ش۱ اکاذیب غیر مقلدین میں جھوٹ نمبر 71 تا 74 کی عبارت میں 4 کا ہندسہ زائد چھپ گیا تھا جبکہ 1,2,3,5 کی علامت صحیح ہے۔(ادارہ)''

عرض ہے کہ جو چیز آلِ دیوبند کے نزدیک جھوٹ ہے، پھر اس کا اعلان شائع کرنا بڑا عجیب وغریب ہے، یعنی اگر آلِ دیوبند سے **ایک** غلطی ہو جائے تو وہ صرف غلطی رہتی ہے اور اگر مخالف سے اسی طرح کی غلطی ہو تو وہ جھوٹ بن جاتا ہے۔ سبحان اللہ!

اگر عبدالغفار کے شائع شدہ مضمون میں ۴ کے ہندسے والی غلطی جھوٹ نہیں تو پھر حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ پر جھوٹ کے الزام لگانے والا عبدالغفار بذاتِ خود جھوٹا ہے۔

۸۸) **ایک** حدیث ہشام سے معاذ بن ہشام نامی راوی نے بیان کی ہے۔
دیکھئے نور العینین (طبع اول ص ۶۹، طبع ستمبر ۲۰۰۹ء ص ۹۹)

دوسرے صفحے پر کتابت کی غلطی سے معاذ بن ہشام کے بجائے معاویہ بن ہشام چھپ گیا ہے۔ دیکھئے نور العینین (طبع اول ص ۶۷، طبع دسمبر ۲۰۰۷ء)

حالانکہ اس صفحے کے بعد (طبع اول ص ۶۸۔۶۹، اور عام طبعات) میں دو صفحات پر اسی روایت میں دو جگہ معاذ بن ہشام لکھا ہوا ہے، لیکن اسے (یعنی کتابت کی غلطی کو) بھی عبدالغفار نے جھوٹ بنا کر پیش کر دیا ہے، حالانکہ کتابت یا کمپوزنگ کی غلطی جھوٹ نہیں ہوتی۔

جو لوگ کتابت یا کمپوزنگ کے تجربات سے گزرتے ہیں، بخوبی جانتے ہیں کہ سعید کا شعبہ، شعبہ کا سعید، یا معاذ کا معاویہ بن جانا کوئی بعید نہیں بلکہ اس طرح کی بہت سی مثالیں

مختلف کتابوں میں تلاش کی جاسکتی ہیں۔

کیا آلِ دیوبند میں **ایک** شخص بھی **انصاف** کرنے والا نہیں؟ جو عبدالغفار کو سمجھائے کہ کتابت یا کمپوزنگ کی غلطی، اسی طرح سبقتِ قلم یا سبقتِ لسانی کی غلطی کو جھوٹ قرار دینا **بذاتِ خود** بہت بڑا جھوٹ اور لغو و **باطل حرکت** ہے۔

۸۹) عبدالغفار نے لکھا ہے:

''جناب علی زئی صاحب نے **حدیث** علیؓ ترک رفع الیدین بحوالہ نصب الرایہ وطحاوی **نقل** کی اور پھر کہا کہ کسی قابل اعتماد محدث نے اس اثر کو صحیح نہیں کہا دیکھئے (نورالعینین ص 117 ط چہارم وص 117 ط پنجم)...'' (قافلہ جلد۳ شمارہ۲ ص۲۳)

اس کے بعد عبدالغفار نے سنن الطحاوی (؟) اور کتاب الرد علی الکرابیسی (بحوالہ الجوھر النقی ج۲ ص۷۹) لکھا کہ ''امام ابوجعفر الطحاویؒ م 321ھ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے''

عرض ہے کہ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے اپنے علم کے مطابق بات کہی ہے۔ سنن الطحاوی اُن کے پاس موجود نہیں اور نہ کتاب الرد علی الکرابیسی موجود ہے۔ رہے ابن الترکمانی، زیلعی اور عینی کے حوالے تو یہ حنفی علماء تھے اور ان کا قابلِ اعتماد محدث ہونا ثابت نہیں بلکہ عبدالحئ لکھنوی نے تو عینی کو تعصب مذہبی کی طرف منسوب کیا ہے۔

دیکھئے الفوائد البھیہ (ص ۲۰۸ ترجمہ محمود بن احمد العینی، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

''ھوا الصواب'' سے صحیح کہنا ثابت نہیں ہوتا اور نہ **''رجالہ ثقات وھو موقوف''** سے تصحیح ثابت ہوتی ہے، لہٰذا امام دارقطنی اور حافظ ابن حجر کے حوالے عبدالغفار کو مفید نہیں بلکہ اس کا معارضہ **باطل** ہے۔

۹۰) حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے محمد بن حارث کے بارے میں اپنے علم کے مطابق لکھا ہے: ''محمد بن حارث کی کتابوں میں '' **اخبار القضاۃ والمحدثین** '' کا نام تو ملتا ہے **مگر** ''**اخبار الفقھاء والمحدثین** '' کا نام نہیں ملتا۔ دیکھئے الاکمال لابن ماکولا (۲۶۱/۳) الانساب للسمعانی (۲۷۲/۲)'' (نورالعینین ص ۲۰۸)

اس کا عبدالغفار نے جذوۃ المقتبس للحمیدی اور بغیۃ الملتمس للضبی کے حوالوں سے معارضہ پیش کیا اور عبارتِ مذکورہ کو جھوٹ قرار دیا ہے، حالانکہ تحریرِ مذکور کے وقت حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے پاس نہ جذوۃ المقتبس نامی کتاب موجود تھی اور نہ بغیۃ الملتمس، جیسا کہ انھوں نے مجھے بتایا ہے، بلکہ میرے علم کے مطابق اب بھی اُن کے پاس بغیۃ الملتمس موجود نہیں ہے۔ نیز دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۶۹ (ص ۲۰۔۲۱)

ایک شخص نے اشرفعلی تھانوی دیوبندی سے سوال کیا: ''ہماری کتب فقہ میں ہے کہ اگر فاسق یا بدعتی کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز کا اعادہ ضروری ہے لیکن جب حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بلوہ ہوا اور حضراتِ صحابہؓ نے بلوائیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو حضرت عثمانؓ سے پوچھا تو آپ نے اجازت دی اور یہ نہیں فرمایا کہ پڑھ کے پھر اعادہ کرلیا کرو حالانکہ بلوائیوں سے زیادہ اور کون فاسق اور بدعتی ہوگا خصوص ایسے بلوائی جنھوں نے خلیفہ برحق امیر المؤمنین داماد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم داخل عشرہ مبشرہ پر بلوہ کیا''

تو تھانوی صاحب نے جواب دیا:

''الجواب: یہ روایت مجھکو نہیں ملی اگرچہ حوالہ لکھا جاوے تو تحقیق کی جاوے البتہ درمختار میں یہ قاعدہ لکھا ہے واجبات صلوۃ میں...'' (بوادر النوادر ص ۱۲۷، الکلمۃ الدالۃ علی الحکم الضالۃ)

حالانکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مذکورہ ومسئولہ روایت صحیح بخاری میں موجود ہے۔

دیکھئے درسی نسخہ ج ۱ ص ۹۶ ح ۶۹۵ باب امامۃ المفتون والمبتدع

اب اگر کوئی شخص تھانوی صاحب کے مذکورہ جواب کی رُو سے یہ کہنے لگے کہ تھانوی تو صحیح بخاری کے بارے میں جاہل تھا (!!) تو کیا یہ شخص اس فتوے میں حق بجانب ہوگا؟!

جب تھانوی صاحب جواب مذکور میں صحیح بخاری سے ناواقف وجاہل نہیں تو پھر حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کو ان کتابوں کے حوالے سے جھوٹا قرار دینا کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے، جو اُن کے پاس موجود ہی نہیں تھیں؟!

امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ''فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرابھا ۔ یہ جملہ منکرات محمد بن

اسحاق سے ہے۔ کیونکہ اس قسم کا واقعہ اسی طرح کی ضعیف سندوں کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، حضرت ابو قلابہ اور رجل من اصحاب النبی سے بھی مروی ہے۔ مگر کسی میں بھی یہ نہیں کہ جو امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اور حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ میں بھی محمد بن اسحاق ہی کے طریق میں ہے یا ابن ابی فروہ ھالک کے طریق میں۔" (تجلیات صفدر ج ۴ ص ۹۴)

حالانکہ یہ جملہ ان دونوں راویوں کے علاوہ بھی صحیح حدیث میں موجود ہے۔

دیکھئے کتاب القراءت خلف الامام للبیہقی (ص ۶۴ ح ۱۲۱) اور الکواکب الدریہ (طبع دوم ۲۰۰۸ء ص ۵۰۔۵۱)

لہٰذا کیا عدمِ علم کی وجہ سے اوکاڑوی کو بھی جھوٹا کہا جائے گا؟!

اس کے بعد مجھے دیوبندی رسالہ "قافلہ..." دستیاب نہ ہو سکا، لہٰذا میں نے عبدالغفار... دیوبندی کے لگائے ہوئے باقی دس الزامات کے بارے میں حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ سے رابطہ کیا تو انھوں نے مجھے جوابی تحریر بھیجی، وہ درج ذیل ہے:

اہلِ باطل کے دس اعتراضات کے جوابات

الحمد لله ربّ العالمين والصّلوٰة والسّلام علىٰ رسوله الأمين ، أما بعد:

ایک شخص ......نے بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے لکھا ہے:

"...علی زئی مماتی غیر مقلد لکھتا ہے" حالانکہ امام بخاریؒ نے عبداللہ بن ادریس کی روایت کو سفیان ثوریؒ کی احادیث پر کئی وجہ سے ترجیح دی ہے اور اس کے بعد وجوہ ترجیح لکھی ہیں۔ دیکھئے [نورالعینین ص 31 ط اول، ص 47 ط دوم، ص 45 ط سوم، ص 48 ط چہارم و پنجم]"

(قافلہ... جلد ۳ شمارہ ۳ ص ۱۴)

عرض ہے کہ ہمارا نام غیر مقلد نہیں بلکہ اہلِ حدیث یعنی اہلِ سنت ہے۔ (والحمدللہ)

یاد رہے کہ اہلِ حدیث یعنی اہلِ سنت کے نزدیک تقلید بدعت، ناجائز وحرام ہے اور

سلف صالحین کے فہم کی روشنی میں کتاب وسنت اور اجماع پر عمل کرنا فرض ہے۔

اور مماتی سے مراد اگر یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور دنیا سے چلے گئے ہیں تو بلا شک وشبہ میرا یہی عقیدہ ہے اور اگر اس سے کوئی اور چیز مراد ہے تو یہ مراد معترض کے دماغ میں ہے، لہٰذا میرا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے؟!

راقم الحروف نے لکھا تھا: ''حالانکہ امام بخاریؒ نے عبداللہ بن ادریسؒ کی روایت کو سفیان ثوریؒ کی روایت پر کئی وجہ سے ترجیح دی ہے۔

(۱) ثوری مدلس ہیں اور ابن ادریس مدلس نہیں ہیں۔'' الخ

(نور العینین طبع اول ص ۱۳۱ واللفظ لہ، طبع ستمبر ۲۰۰۹ء ص ۴۸)

اس عبارت میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں:

۱: امام بخاری رحمہ اللہ نے کئی وجہ سے امام عبداللہ بن ادریس رحمہ اللہ کی روایت کو امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی روایت پر ترجیح دی ہے۔

۲: میں نے اپنی محنت اور استدلال سے جو وجوہات تلاش کی ہیں، وہ چھ ہیں جنھیں میں نے نمبر وار پیش کر دیا ہے۔ یہ وجوہات میری بیان کردہ ہیں جنھیں میں نے کتبِ حدیث اور کتبِ رجال سے تلاش کر کے جمع کر دیا ہے اور یہ وجوہات امام بخاری رحمہ اللہ کی بیان کردہ نہیں ہیں۔

تنبیہ: معترض نے میری طرف منسوب کر کے یہ جھوٹ لکھا ہے کہ ''سفیان ثوریؒ کی احادیث پر کئی وجہ سے ترجیح دی ہے''

حالانکہ میں نے احادیث (جمع) کا لفظ نہیں بلکہ روایت (واحد) کا لفظ لکھا ہے اور یہ عام طالب علم بھی جانتے ہیں کہ روایت اور روایات، حدیث اور احادیث میں بڑا فرق ہے۔

اس تمہید کے بعد معترض کے اعتراضات کے جوابات درج ذیل ہیں:

۱) معترض نے اعتراض نمبر ۹۱ کے تحت لکھا ہے کہ زبیر علی زئی نے ''امام بخاریؒ تقلیدی حیاتی سماعی کے ذمہ لگا کر وجہ ترجیح لکھی ہیں۔ (۱) ثوریؒ مدلس ہیں اور ابن ادریسؒ مدلس

نہیں ہیں۔دیکھئے (نورالعینین ص 31 ط اول'' (قافلہ...جلد ۳ شمارہ ۳ ص ۱۴)

عرض ہے کہ یہ ترجیحات امام بخاری رحمہ اللہ کے ذمہ نہیں لگائی گئیں بلکہ اُن کے فیصلے کی تائید میں راقم الحروف نے کتبِ احادیث اور کتبِ اسماء الرجال سے تلاش اور استدلال کر کے پیش کی ہیں، لہٰذا انھیں جھوٹ قرار دینا غلط ہے۔

۱: یہ بات بالکل سچ ہے کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ مدلس تھے اور عبداللہ بن ادریس رحمہ اللہ کا مدلس ہونا ثابت نہیں، لہٰذا سچ کو جھوٹ قرار دینا انتہائی مذموم حرکت ہے۔

۲: کیا معترض میں یہ جرأت ہے کہ وہ سفیان ثوری کا مدلس نہ ہونا ثابت کر دے؟

۳: کیا معترض میں یہ استطاعت ہے کہ وہ عبداللہ بن ادریس کا مدلس ہونا ثابت کر دے؟

۴: کیا اُصولِ حدیث کا یہ مسئلہ نہیں کہ غیر صحیحین میں مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے؟

سرفراز خان صفدر کی خزائن السنن کے شروع والا حصہ پڑھ کر جواب دیں۔!

۵: کیا صحیح روایت کو ضعیف پر ترجیح دینا غلط ہوتا ہے؟ سبحان اللہ!

تنبیہ: عبارتِ مذکورہ میں معترض نے امام بخاری کو ''تقلیدی حیاتی سماعی'' القاب سے نوازا ہے، جن پر تبصرہ درج ذیل ہے:

۱: امام بخاری کا تقلیدی یا مقلد ہونا قطعاً ثابت نہیں بلکہ رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے کہا:

" **الإمام البخاري عندي مجتهد برأسه ...** " یعنی امام بخاری میرے نزدیک مجتہد مستقل ہیں... (لامع الدراری علیٰ جامع البخاری ص ۱۹، بحوالہ صحیح بخاری اور امام بخاری: احناف کی نظر میں ص ۳۷۔۳۸ تصنیف مولانا محمد ادریس ظفر حفظہ اللہ)

انورشاہ کشمیری دیوبندی نے کہا: ''**و لکن الحق ان البخاری مجتهد**''

یعنی: اور لیکن حق یہ ہے کہ بخاری مجتہد ہیں۔ (العرف الشذی ج ۱ ص ۲، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۱۲۶ سطر نمبر ۸)

جامعہ فاروقیہ کراچی والے محمد سلیم اللہ خان دیوبندی نے کہا:

''بخاری مجتہد مطلق ہیں۔'' (مقدمہ یا تقریظ: فضل الباری ج ا ص ۳۶)

محمد زکریا کاندھلوی دیوبندی تبلیغی نے مختلف قلابازیاں کھانے کے باوجود کہا:

''چکی کا پاٹ یہ ہے کہ امام بخاری پختہ طور پر مجتہد تھے۔'' (تقریر بخاری شریف اردو ج ا ص ۴۱)

ان چار دیوبندی گواہیوں سے ثابت ہوا کہ معترض... نے امام بخاری کو ''تقلیدی'' لکھ کر بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔

۲: حیاتی دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ دنیاوی طور پر زندہ ہیں اور آپ کی یہ زندگی برزخی نہیں ہے۔ یہ عقیدہ امام بخاری سے قطعاً ثابت نہیں لہٰذا معترض نے امام بخاری کو حیاتی کہہ کر جھوٹ بولا ہے۔

۳: اگر سماعی سے مراد یہ عقیدہ ہے کہ ہر مُردہ ہر وقت اپنی قبر میں سب کچھ سنتا ہے تو یہ عقیدہ امام بخاری سے ثابت نہیں، لہٰذا انھیں سماعی کہنا غلط ہے۔

۲) معترض نے اعتراض نمبر ۹۲ کے تحت لکھا ہے: ''...امام بخاریؒ تقلیدی حیاتی سماعی کی طرف نسبت کر کے وجہ ترجیح لکھی ہے (۲) ابن ادریسؒ ثقہ بالاجماع ہیں...''

(قافلہ ج ۳ ص شمارہ ۳ ص ۱۴)

عرض ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ امام عبداللہ بن ادریس رحمہ اللہ بالاجماع ثقہ راوی ہیں، لہٰذا یہ بات جھوٹ نہیں بلکہ سچ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وجۂ ترجیح میری بیان کردہ ہے جسے امام بخاری کے فیصلے کی تائید میں لکھا گیا ہے۔ نیز دیکھئے فقرہ نمبر ا

۳) معترض نے نمبر ۹۳ کے تحت لکھا ہے: ''...امام بخاریؒ تقلیدی حیاتی سماعی کے ذمہ لگا کر وجہ ترجیح لکھی ہے (۳) ایک جماعت ان کی متابع ہے۔'' الخ (قافلہ ج ۳ شمارہ ۳ ص ۱۵)

امام ابن ادریس کی روایتِ تطبیق کے مفہوم پر ابو اسحاق السبیعی نے عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمۃ والاسود کی سند سے روایت بیان کی اور یہ مسند احمد (۴۱۳/۱ ح ۳۹۲۷) میں موجود ہے۔ یہی روایت تطبیق کے بغیر اختصار کے ساتھ ھارون بن عنترہ نے عبدالرحمٰن بن الاسود سے بیان کی ہے۔ دیکھئے السنن الصغریٰ للنسائی (۱۸۴/۲ ح ۱۰۰۸)

عبدالرحمٰن بن الاسود کے علاوہ ابراہیم نخعی نے علقمہ اور اسود سے تطبیق والی روایت بیان کی۔ دیکھئے صحیح مسلم (۵۳۴، دارالسلام: ۱۱۹)

ثابت ہوا کہ **ایک** جماعت نے ابن ادریس کی متابعت کی ہے اور دوسری طرف سفیان ثوری کی ترک والی روایتِ مذکورہ میں اُن کا کوئی معتبر متابع ثابت نہیں ہے، لہٰذا راقم الحروف کی بات درست ہے۔ نیز دیکھئے فقرہ نمبر ا

یاد رہے کہ عبارتِ مذکورہ امام بخاری کے ذمہ نہیں لگائی گئی بلکہ راقم الحروف نے اُن کی تحقیق کی تائید میں شواہد و دلائل پیش کئے ہیں۔

۴) معترض نے نمبر ۹۴ کے تحت لکھا ہے:

''... نے امام بخاریؒ تقلیدی حیاتی سماعی کے ذمہ لگا کر وجہ ترجیح لکھی ہے (۵) ثوری کی روایت کو جمہور علماء نے ضعیف و معلول قرار دیا ہے...'' (قافلہ ج۳ شمارہ۳ ص۱۵)

عرض ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ذمہ کوئی بات لگائی نہیں گئی اور یہ بالکل سچ ہے کہ زمانۂ تدوینِ حدیث کے جمہور محدثین مثلاً امام ابن المبارک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام ابو حاتم الرازی وغیرہم نے ترک والی روایتِ مذکورہ پر جرح کی ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے نور العینین (ص۱۳۰۔۱۳۴)

۵) معترض نے نمبر ۹۵ کے تحت لکھا ہے:

''...امام بخاریؒ تقلیدی حیاتی سماعی کی طرف نسبت کر کے وجہ ترجیح لکھی ہے (۶) بعض علماء نے بتایا ہے کہ ثوریؒ کو اس روایت میں وہم ہوا ہے...'' (قافلہ ج۳ شمارہ۳ ص۱۵)

عرض ہے کہ مذکورہ وجۂ ترجیح کی امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف نسبت نہیں کی گئی بلکہ اسے راقم الحروف نے امام بخاری کی تحقیق کی تائید میں لکھا ہے۔ رہا ثوری کی روایت کو وہم قرار دیا جانا تو نور العینین (ص۱۳۱) دوبارہ پڑھ لیں۔ امام ابو حاتم الرازی نے فرمایا:

"هذا خطأ، يقال: وهم الثوري ..."

یہ خطا ہے، کہا جاتا ہے کہ ثوری کو وہم ہوا ہے...(علل الحدیث ۱/۹۶ ح۲۵۸)

معلوم ہوا کہ بعض علماء کی طرف نسبت بالکل صحیح ہے اور جھوٹ قطعاً نہیں ہے۔

[تنبیہ: عبدالغفار کے مذکورہ اعتراضات کو جھوٹ قرار دیا جائے؟! تو اس طرح کے بہت سے جھوٹ آلِ دیوبند کے ''امام'' سرفراز صفدر نے بھی بولے یا لکھے ہیں۔ مثال کے طور پر زیرِ ناف ہاتھ باندھنے کے دلائل ذکر کرتے ہوئے سرفراز صفدر نے کہا ہے:

''امام صاحبؒ کی دلیل نمبر ا'' (خزائن السنن ص ۳۳۵)

اس کے بعد سرفراز صفدر نے سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب حدیث مصنف ابن ابی شیبہ سے **نقل** کی ہے۔ کیا ہے کوئی... جو اس حدیث کو امام ابوحنیفہ سے ثابت کردے؟ جب کہ دوسری طرف تقی عثمانی نے سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: ''کسی کو بھی اس سے استدلال نہ کرنا چاہئے'' (درس ترمذی ج ۲ ص ۲۴)

اسی طرح ترکِ قراءت خلف الامام کے دلائل ذکر کرتے ہوئے سرفراز صفدر نے لکھا ہے: ''امام ابوحنیفہؒ کی دلیل نمبر ا

قوله تعالى وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ''

(خزائن السنن ص ۳۶۸)

کیا ہے کوئی نام نہاد... جو یہ ثابت کرے کہ امام ابوحنیفہ نے اس آیت کو اپنی پہلی دلیل بنایا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ہمیں بتایا جائے کہ آپ اپنے ہی اصولوں کے مطابق سرفراز صفدر کو جھوٹا ماننے کے لئے تیار ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ پر الزام لگانے میں نام نہاد... کیوں جھوٹا نہیں؟ / صادق آبادی]

۶) معترض نے نمبر ۹۶ کے تحت لکھا ہے:

''... لکھتا ہے کہ عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ کی روایت کے چند شواہد ملاحظہ فرمائیں۔ شاہد نمبر ا۔ عفان وحجاج بن منہال عن حماد بن سلمۃ عن ایوب عن نافع عن ابن عمرؓ...''

(قافلہ ج ۳ شمارہ ۳ ص ۱۶)

عرض ہے کہ عبدالاعلیٰ رحمہ اللہ (ثقہ راوی) کی روایت میں چار مقامات پر رفع یدین

اورحدیثِ مرفوع وحدیث موقوف ہونے یعنی چھ چیزوں کا ذکر ہے:

۱: شروع نماز میں رفع یدین

۲: رکوع سے پہلے رفع یدین

۳: رکوع کے بعد رفع یدین

۴: دورکعتیں پڑھ کر رفع یدین

۵: حدیث موقوف ہے۔

۶: حدیث مرفوع ہے۔

نور العینین میں شاہد نمبر ۱ (یعنی حماد بن سلمہ کی روایت) کو بحوالہ تغلیق التعلیق (۲/۳۰۵) اور السنن الکبریٰ للبیہقی (۷۰/۲) ذکر کیا گیا۔ (دیکھئے ص۹۳۔۹۴)

تغلیق التعلیق اور السنن الکبریٰ للبیہقی (جلد دوم ص ۷۰) میں درج ذیل باتوں کا ذکر ہے:

۱: شروع نماز میں رفع یدین

۲: رکوع کے وقت رفع یدین

۳: رکوع کے بعد رفع یدین

۴: حدیث مرفوع ہے۔

چھ میں سے چار باتوں کا ذکر روایتِ مذکورہ میں موجود ہے اور صحیح حدیث کے شاہد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اُس میں اُس روایت کی تمام باتیں موجود ہوں جس کو اصل بنا کر اُس کا شاہد پیش کیا گیا ہے۔

صحیح بخاری کی حدیثِ مذکور پر جرح مردود ہے، تاہم عرض ہے کہ جن بعض علماء نے جرح کی ہے وہ اسے موقوف تو تسلیم کرتے ہیں مگر مرفوع ہونے کا انکار کرتے ہیں، لہٰذا روایتِ مذکورہ صحیح بخاری کی اس حدیث کے مرفوع ہونے کا بہترین شاہد ہے۔

رہا مسئلہ دو رکعتیں پڑھ کر قیام میں رفع یدین کرنا تو عرض ہے کہ روایتِ مذکورہ بالکل

صحیح ہے اور اس کے شواہد بھی موجود ہیں۔ مثلاً:

ا: سیدنا ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ صحیح اور ثابت حدیث میں دو رکعتوں سے قیام پر رفع یدین کا ثبوت موجود ہے۔
دیکھئے صحیح ابن حبان (۱۸۶۴) اور نور العینین (ص ۱۰۴)

۲: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حسن لذاتہ حدیث میں دو سجدوں (یعنی دو رکعتوں) سے قیام پر رفع یدین کا ثبوت ہے۔ دیکھئے سنن الترمذی (۳۴۲۳ و قال: "هذا حديث صحيح حسن ...") وسنده حسن .

ایک روایت میں "**إذا قام من السجدتين**" کے الفاظ آئے ہیں، اس کی تشریح میں امام ترمذی نے فرمایا: "**يعني إذا قام من الركعتين**" یعنی جب آپ نے دو رکعتوں سے قیام کیا۔ (ح ۳۰۴)

ان صحیح شواہد کے باوجود صحیح بخاری کی حدیث کو ضعیف یا غلط سمجھنا اُن لوگوں کا کام ہے جو منکرینِ حدیث کی اندھادھند تقلید میں سرگرم ہیں۔

تنبیہ: راقم الحروف نے نور العینین میں حماد بن سلمہ اور ابراہیم بن طہمان کی روایتیں پیش کر کے "مختصراً" کا لفظ لکھا اور پھر اس کی تشریح میں تحریر کیا کہ "مختصراً کا مطلب یہ ہے کہ حماد بن سلمہ اور ابراہیم بن طہمان کی روایتوں میں تین مقامات پر رفع الیدین کا ذکر ہے۔ **دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر نہیں** اور یہ مسلّم ہے کہ عدمِ ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔" (نور العینین ص ۹۵)

ثابت ہوا کہ میں نے پہلے سے ہی وضاحت کر کے اپنے آپ کو بری قرار دیا ہے، لہٰذا معترض کا اعتراض باطل و مردود ہے۔

۷) معترض نے نمبر ۷-۹ کے تحت لکھا ہے:

"... کہ شاہد نمبر ۲۔ ابراہیم بن طہمان عن ایوب بن ابی تمیمہ و موسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمرؓ..." (قافلہ ج ۳ شمارہ ۳ ص ۱۶)

عرض ہے کہ ابراہیم بن طہمان کی روایت میں درج ذیل باتوں کا ذکر ہے:

ا: شروع نماز میں رفع یدین

۲: رکوع کے وقت رفع یدین

۳: رکوع سے قیام پر رفع یدین

۴: حدیث مرفوع ہے۔

۵: حدیث موقوف ہے۔

(دیکھئے تغلیق التعلیق ۲/۳۰۶، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۰۷-۷۱، اور نور العینین ص ۹۵)

دو رکعتوں کے بعد قیام میں رفع یدین کے بارے میں علانیہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ ''دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے وقت رفع الیدین کا ذکر نہیں اور...''

(نور العینین ص ۹۵، اشاعت ستمبر ۲۰۰۹ء، اشاعت دسمبر ۲۰۰۷ء، نیز دیکھئے فقرہ نمبر ۶)

معلوم ہوا کہ معترض کا اعتراض باطل ومردود ہے۔

۸) معترض نے نمبر ۹۸ کے تحت لکھا ہے:

''... نے حدیث ابی حمید الساعدیؓ میں سیدنا ابو ہریرہؓ کا نام بحوالہ جز رفع الیدین للبخاری ص 38 رقم ۵ ذکر کیا ہے...'' (قافلہ ج ۳ شمارہ ۳ ص ۱۶)

عرض ہے کہ نور العینین کے مذکورہ صفحے پر لکھا ہوا ہے کہ ''سہل بن سعد الساعدی، ابو اسید الساعدی، ابو ہریرہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم۔! [مختصراً من صحیح ابن خزیمہ ۱/۲۹۸ ح ۵۸۹ وصحیح ابن حبان ۳/۱۷۴ ح ۱۸۶۸ اجزء رفع الیدین للبخاری ص ۳۷ رقم ۵ واسنادہ حسن]'' (نور العینین ص ۱۰۵ طبع ستمبر ۲۰۰۹ء)

مختصراً کا مطلب یہ ہے کہ ان چاروں صحابیوں کے نام ان تینوں کتابوں سے مختصر کر کے بطورِ خلاصہ لکھے گئے ہیں، لہٰذا ہر کتاب میں ہر نام کا ہونا ضروری نہیں بلکہ ان کتابوں میں سے کسی ایک کتاب میں بھی مذکورہ نام مل جائے تو یہی کافی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام مبارک صحیح ابن حبان (الاحسان ج ۳ ص ۱۷۰ ح ۱۸۶۳، دوسرا نسخہ ح ۱۸۶۶) میں موجود ہے، لہٰذا معترض کا الزام اور اُچھل کود باطل ومردود ہے۔

بطورِ فائدہ عرض ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کے ساتھ یہ روایت سنن ابی داود (۷۳۳) السنن الکبریٰ للبیہقی (۱۰۱/۲۔۱۰۲) اور شرح معانی الآثار للطحاوی (۲۶۰/۱ باب صفۃ الجلوس فی الصلوۃ کیف ھو؟) میں مختصراً و مطولاً موجود ہے۔ والحمدللہ

تنبیہ: روایتِ مذکورہ (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کے ساتھ) مختصراً سنن ابی داود میں موجود ہے، اور اسے **نقل** کر کے نیموی حنفی نے کہا: ''**و إسناده صحيح**'' اور اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص ۲۳۵ ح ۴۴۹)

حالانکہ اس کی سند صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے اور وجہِ ضعف یہ ہے کہ عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک نامی راوی مجہول الحال ہے۔ اُسے صرف حافظ ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے اور اگر مجہول راوی کی توثیق میں ابن حبان منفرد ہوں، دوسرا کوئی اُن کے ساتھ نہ ہو تو ایسی توثیق کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

۹) معترض نے نمبر ۹۹ کے تحت لکھا ہے:

''جناب علی زئی صاحب صحیح ابن خزیمہ 298/1 حدیث نمبر 589 میں حضرت سیدنا ابوہریرہؓ کا نام دکھادے تو...'' (قافلہ ج ۳ شمارہ ۳ ص ۱۷)

عرض ہے کہ اس کا جواب فقرہ نمبر ۸ میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔ صحیح ابن حبان میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام موجود ہے اور مختصراً میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے لہٰذا معترض کا اعتراض باطل ہے۔

۱۰) معترض نے نمبر ۱۰۰ کے تحت لکھا ہے: ''جناب علی زئی صاحب صحیح ابن حبان 174/3 ح 1868 میں حضرت سیدنا ابوہریرہؓ کا ہونا ثابت کر دیں تو...'' (قافلہ ج ۳ شمارہ ۳ ص ۱۷)

عرض ہے کہ مذکورہ حوالہ تو پروف ریڈر کی خطا ہے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام صحیح ابن حبان (ج ۳ ص ۱۷۰ ح ۱۸۶۳، دوسرا نسخہ ح ۱۸۶۶) میں صاف طور پر لکھا ہوا ہے۔

(مطبوعہ دار الباز، عباس احمد الباز مکۃ المکرّمۃ)

یہاں بطورِ تنبیہ عرض ہے کہ نور العینین کے طبع اول (ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ) میں یہی

حوالہ بحوالہ ''صحیح ابن حبان ۳/ ۱۷۰'' صاف طور پر لکھا ہوا ہے، جو کہ پروف ریڈر کی پروف ریڈنگ کی وجہ سے تبدیل ہو گیا۔ جب اصل کتاب میں چار صفحے پہلے مذکورہ حوالہ صاف موجود ہے تو اسے جھوٹ قرار دینا اُس شخص کا کام ہے جو بذاتِ خود بہت بڑا جھوٹا اور دغا باز ہے۔ جھوٹے کو اپنے جھوٹوں کے اندھیرے میں جھوٹ ہی جھوٹ نظر آتے ہیں۔ سبحان اللہ!

معترض نے آخر میں لکھا ہے: ''ہم... کو اعلان رجوع کراتے رہیں گے۔''

(قافلہ ج ۳ شمارہ ۳ ص ۱۷)

عرض ہے کہ اگر ہماری غلطی ثابت ہو جائے تو ہم علانیہ رجوع کرنے کے لئے تیار ہیں، ہم آلِ دیوبند کی طرح ضدی، ہٹ دھرم اور متعصب نہیں کہ اپنی غلطی پر بھی ڈٹے رہیں بلکہ ہمیشہ حق کی طرف رجوع کرنا، عقیدۂ صحیحہ، ایمان پر ثابت قدمی اور عملِ صالح، کتاب وسنت کی طرف دعوت دینا اور دنیا میں حق کو غالب کرنے کے لئے مصروف رہنا ہمارا خاص نصب العین ہے۔ والحمد للہ رب العالمین/ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کی تحریر مکمل ہوئی۔]

تنبیہ: رجوع کرنا کونسی بُری بات ہے؟! آپ کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ مشہور دیوبندی مناظر محمد منظور نعمانی کے بقول امام ابو حنیفہ پہلے گھوڑے کے گوشت کو حرام سمجھتے تھے، بعد میں رجوع کر لیا تھا جیسا کہ منظور نعمانی نے لکھا ہے: ''لیکن فقہ حنفی کی بعض کتابوں میں یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ آخر میں امام ابو حنیفہؒ نے اس مسئلہ میں دوسرے ائمہ کے قول کی طرف رجوع فرما لیا تھا اور جواز کے قائل ہو گئے تھے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مندرجۂ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو صحیحین کی حدیث ہے۔ واللہ اعلم''

(معارف الحدیث ج ۶ ص ۲۱۶)

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ چنی گوٹھ کے عبد الغفار... دیوبندی نے حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے خلاف جتنے الزامات لگائے ہیں اور جھوٹ جھوٹ کی سو دفعہ جورٹ لگائی ہے، وہ تمام الزامات واعتراضات میں بذاتِ خود جھوٹا ہے، بلکہ اس نے اپنی ان اکاذیبی تحریروں میں اپنے ہی اصولوں کے مطابق بار بار جھوٹے حوالے بطورِ جزم وبطورِ حجت پیش کئے

ہیں۔مثلاً:

۱ تا ۳: عبدالغفار نے کہا: ''امام اعظم فی الفقہاء ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت التابعی الکوفی م ۱۵۰ھ نے اپنے سے اعلم کی تقلید کو جائز اور عامی پر تقلید کو تقریباً واجب اور تقلیدی ایمان کو صحیح کہا ہے...'' (قافلہ جلد ا شمارہ ۴ ص ۴۳)

تبصرہ: امام ابوحنیفہ سے (۱) تقلید کا جائز ہونا (۲) عامی پر تقلید کا تقریباً واجب ہونا اور (۳) تقلیدی ایمان کا صحیح ہونا ہرگز باسند صحیح ثابت نہیں ہے لہٰذا عبارت مذکورہ میں عبدالغفار نے اپنے ہی اصولوں کے مطابق امام ابوحنیفہ پر تین دفعہ جھوٹ بولا ہے۔

یاد رہے کہ امام ابوحنیفہ کی وفات کے بہت بعد میں پیدا ہونے والے ابوبکر الرازی، ابن الحاج، صاحب الکفایہ علی الھدایہ، بزدوی، آمدی، ابومنصور اور صاحب فواتح الرحموت کے بے سند حوالے تحقیقی و علمی میدان میں مردود ہوتے ہیں۔جو شخص اپنے مزعوم امام پر جھوٹ بولنے سے نہیں شرماتا، وہ اپنے مخالفین پر کیا کیا جھوٹ نہ بولتا ہوگا؟!

[تنبیہ: اگر کتابوں میں مذکورہ بے سند اقوال پیش کرنا جائز اور صحیح ہے تو کیا خیال ہے، اگر امام ابوحنیفہ، قاضی ابو یوسف اور ابن فرقد شیبانی وغیرہم کے خلاف بے سند تجریحی اقوال وعبارات پیش کرنے والے کے بارے میں آلِ دیوبند کیا کہتے ہیں؟ اگر وہ اسے جائز نہیں سمجھتے تو پھر خود بے سند وغیر ثابت اقوال وعبارات سے استدلال کیوں کرتے ہیں؟]

۴ تا ۹) عبدالغفار نے بے سند کتابوں اور صحیح و ثابت حوالوں کے بغیر (۴) امام اوزاعی، (۵) امام سفیان ثوری (۶) امام مالک (۷) قاضی ابو یوسف (۸) ابن فرقد شیبانی اور (۹) امام شافعی کی طرف تقلید کا جواز منسوب کیا ہے۔

دیکھئے قافلہ (جلد ا شمارہ ۴ ص ۴۴۔۴۷)

حالانکہ ان مذکورین میں سے کسی ایک سے بھی دیوبندیوں والی تقلید (تقلید شخصی) باسند صحیح وحسن ثابت نہیں ہے، بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی اور غیروں کی تقلید سے لوگوں کو منع فرمادیا تھا۔دیکھئے مختصر المزنی (ص ا) اور دین میں تقلید کا مسئلہ (ص ۳۸)

امام شافعی نے فرمایا: " **ولا تقلدوني** " اور میری تقلید نہ کرو۔

(آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم ص ۵۱ وسندہ حسن)

جو علماء تقلید سے **منع** کرتے تھے، اُن کے ذمے تقلید کا جواز لگا دینا آلِ دیوبند کے لکھاری اور مداری کا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

تنبیہ: آلِ دیوبند والی تقلید (تقلید شخصی) کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے **نزدیک** موجود دور کے تمام مسلمانوں پر ائمہ اربعہ (ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن **حنبل**) میں سے صرف **ایک** امام کی تقلید واجب اور پھر باقی تینوں کی تقلید نا جائز ہے، جیسا کہ دیوبندی اصول وعمل سے ظاہر ہے۔

۱۰) عبدالغفار نے مشہور ثقہ امام عبداللہ بن وھب المصری رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ انھوں "... نے امام مالک المدنی وغیرہ امتیوں کے اقوال و افعال تقلیداً لئے ہیں دیکھیئے کتاب القدر لابن وھب والجامع فی الحدیث لابن وھب وغیرھما)"

(قافلہ... جلد۲ شمارہ ا ص ۳۴)

عرض ہے کہ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ میں نے کتاب القدر اور الجامع فی الحدیث لابن وھب دونوں کتابیں دیکھ لی ہیں اور ان کتابوں میں اس بات کی کوئی صراحت نہیں کہ امام ابن وھب نے امام مالک وغیرہ اُمتیوں کے اقوال و افعال تقلیداً لئے ہیں۔ اگر عبدالغفار کے پاس ان کتابوں میں تقلید کی صراحت کے ساتھ کوئی حوالہ موجود تھا تو اسے صاف طور پر پیش کیوں نہیں کیا؟

پوری عبارت اور جلد، صفحہ یا روایت نمبر پیش کیوں نہیں کیا؟ یاد رہے کہ کسی محدث کا اپنی سند سے کوئی روایت بیان کر دینا ہرگز تقلید نہیں ہے، ورنہ امام ابو حنیفہ کو طبقۂ مجتہدین سے نکال کر طبقۂ مقلدین میں داخل کرنا پڑے گا، کیا خیال ہے؟!

ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: "ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کے کتاب لکھنے کے بعد بھی آج **تک** کروڑ ہا مقلدین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موجود ہیں اور امام ابن ابی شیبہ کا **ایک** بھی مقلد دنیا

میں نہیں ہوا۔'' (تجلیاتِ صفدر ج ۱ص ۶۴۰)

حالانکہ آلِ دیوبند بھی امام ابن ابی شیبہ کی بیان کردہ روایات اپنی کتابوں میں **نقل** کرتے ہیں اور ان پر اعتماد بھی کرتے ہیں۔

اگر راوی کی روایت پر اعتماد کرنا تقلید ہے تو ماسٹر اوکاڑوی کا مذکورہ بیان جھوٹ ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے امام عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا:

''**و کان ثقة حجة حافظًا مجتهدًا لا یقلّد أحدًا ...**'' اور آپ ثقہ (روایتِ حدیث میں) حجت، حافظ مجتہد تھے، آپ کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے...

(تذکرۃ الحفاظ ج ۱ص ۳۰۵ ت ۲۸۳، الحدیث حضرو: ۵۷ ص ۳۵)

آخر میں عرض ہے کہ ماہنامہ الحدیث حضرو میں آلِ دیوبند کے مشہور و غیر مشہور علماء کے ۲۰۵ جھوٹ باحوالہ وثبوت شائع ہو چکے ہیں:

۱: امین اوکاڑوی کے پچاس جھوٹ (شمارہ نمبر ۲۸)

۲: اسماعیل جھنگوی کے پندرہ جھوٹ (شمارہ نمبر ۳۵)

۳: حدیث اور اہلحدیث نامی کتاب کے تیس (۳۰) جھوٹ (شمارہ نمبر ۳۹)

۴: آلِ دیوبند کے پچاس (۵۰) جھوٹ (شمارہ نمبر ۵۰)

۵: الیاس گھمن کے ''قافلۂ حق'' کے پچاس جھوٹ (شمارہ نمبر ۵۹)

۶: ماسٹر امین اوکاڑوی کے دس جھوٹ (شمارہ نمبر ۶۱)

ان کا اور بہت سی دوسری تحریروں (مثلاً حدیث اور اہلحدیث کتاب کی تمیس خیانتیں/ الحدیث حضرو: ۴۷ ص ۳۰۔۴۸) کا جواب آلِ دیوبند پر قرض ہے۔

اجماع

یحییٰ نعمانی نے ماہنامہ الفرقان (جولائی ۲۰۰۱ء) میں کہا:

''پھر سچی بات یہ ہے کہ اہل حدیث اجماع اور قیاس کی حجیت کے **منکر** نہیں ہیں۔''

(تاریخ اہلحدیث ج ۴ ص ۴۸۷)

محمد زبیر صادق آبادی

آلِ دیو بند اپنے خود ساختہ اصولوں کی زد میں!

(قسط نمبر ۸)

۶۱) ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے:

''...اس کا استاد عکرمہ ہے۔ یہ بھی خارجی تھا۔ اس کو عبداللہ بن عباسؓ کے صاحبزادہ ٹٹی خانہ کے پاس باندھ دیتے اور فرماتے یہ کذاب خبیث میرے باپ پر جھوٹ بولتا ہے۔ (عجیب بات ہے کہ یہ بھی اس نے ابن عباسؓ پر ہی جھوٹ بولا ہے) امام سعید بن **المسیب**، امام عطاء، امام ابن سیرین **رحمھم** اللہ سب اس کو جھوٹا کہتے ہیں۔ یہ خارجی مذہب کا تھا۔ کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متشابہات نازل کر کے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ حاکم مدینہ نے اس کو طلبی کا حکم دیا تو یہ اپنے خارجی شاگرد داؤد بن الحصین کے پاس روپوش ہو گیا اور وہیں مر گیا۔ لوگوں نے اس کا جنازہ بھی نہ پڑھا۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۹۶)''

(تجلیات صفدر جلد ۴ ص ۶۱۸)

جبکہ نعیم الدین دیوبندی (انوار خورشید) نے حبیب الرحمٰن صدیقی تقلیدی پر رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اس کے بعد صدیقی صاحب نے عکرمہ کے متعلق بعض ناقدینِ رجال کی جرح نقل کر کے اُن کی ذات پر رکیک حملے کیے ہیں اس کے متعلق ہماری گزارش ہے کہ اگر عکرمہ نے لیلۂ مبارکہ سے مراد شبِ براءت لی ہے تو کوئی جرم نہیں کیا، کیونکہ ان کا شمار جلیل القدر مفسرین میں ہوتا ہے۔

حضرت عکرمہؒ کے حالات اور ان کی توثیق

حضرت عکرمہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے خصوصی شاگرد ہیں، آپ نے ان کو انتہائی محنت سے تعلیم دی ہے۔

حضرت عکرمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضرت علی، حضرت حسن بن علی، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابو سعید خدری، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت جابر، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابۂ کرام سے روایت لی ہے۔ (۱)

آپ سے فیض یافتہ لوگوں کی ایک طویل فہرست ہے جن میں حضرت ابراہیم نخعی، ابو الشعثاء، جابر بن زید، امام شعبی، ابو اسحٰق سبیعی، ابو الزبیر، قتادہ، سماک بن حرب، عاصم الاحول، حصین بن عبدالرحمٰن، ایوب سختیانی، خالد الحذاء، داؤد بن ابی ھند، عاصم بن بھدلہ، عبدالکریم الجزری، عبدالرحمٰن بن سلیمان، حمید الطّویل (۲) رحمہم اللہ جیسے اکابر محدثین سرِ فہرست ہیں۔

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں میں نے چالیس سال طلبِ علم میں گزارے۔ (۳)

حضرت عمرو بن دینارؒ فرماتے ہیں "مجھے حضرت جابر بن زیدؒ نے چند مسائل کی فہرست دی اور فرمایا جاؤ عکرمہ سے پوچھ کر آؤ، نیز فرمایا عکرمہ مولیٰ بن عباسؓ بحر العلوم ہیں ان سے مسائل پوچھا کرو۔" (۴)

حضرت امام شعبیؒ فرماتے ہیں "ہمارے زمانے میں کتاب اللہ کا کوئی عالم عکرمہ سے بڑا نہیں رہا" (۵)

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں "تابعین میں چار آدمی سب سے زیادہ عالم تھے، عطاءؒ بن ابی رباح، سعید بن جبیر، عکرمہ اور حسن بصری رحمہم اللہ" (۶)

نیز آپ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ "تابعین میں تفسیر (قرآن) کو سب سے زیادہ جاننے والے عکرمہ ہیں" (۷)

امام مَرُّوَزِیُ کہتے ہیں "میں نے امام احمدؒ سے پوچھا عکرمہ کی حدیث سے احتجاج کیا جا سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں کیا جا سکتا ہے۔" (۸)

عثمان دارمیؒ کہتے ہیں میں نے یحیٰی بن معینؒ سے پوچھا کہ آپ کو حضرت ابن عباسؓ کے شاگردوں میں سے عکرمہؒ زیادہ محبوب ہیں یا عبیداللہ؟ فرمایا: دونوں، میں نے عرض کیا عکرمہؒ اور سعید بن جبیرؒ میں سے کون محبوب ہیں فرمایا دونوں ثقہ ہیں۔" (۹)

جعفر طیالسیؒ یحیٰی بن معینؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ عکرمہ اور حماد بن سلمہ کی برائی کر رہا ہے تو اسے اسلام کے بارے میں مُتَّھَم جانو" (۱۰)

---

(۱) تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۶۳۔
(۲) تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۶۴۔
(۳) تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۹۶۔
(۴) تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۶۶۔
(۵) تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۶۶۔
(۶) تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۶۶
(۷) تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۶۶۔
(۸) تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۷۰۔
(۹) تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۷۰۔
(۱۰) تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۷۰۔

امام عجلیؒ فرماتے ہیں ''عکرمہ مکی ہیں اور ثقہ ہیں اور ان پر جو خارجی ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے وہ اس سے بری ہیں۔'' (۱)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں ''ہمارے تمام اصحاب عکرمہ سے احتجاج کرتے ہیں۔'' (۲)

امام نسائیؒ فرماتے ہیں ''عکرمہ ثقہ ہیں'' (۳)

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا عکرمہ کیسے ہیں؟ فرمایا: ثقہ ہیں میں نے عرض کیا ان سے احتجاج کیا جا سکتا ہے فرمایا: ہاں جبکہ اُن سے ثقہ راوی روایت کریں۔ (۴)

بعض محدثین نے حضرت عکرمہؒ پر کچھ اعتراضات بھی کیے ہیں لیکن محققین علماء نے ان اعتراضات کو پوری تحقیق و تفتیش کے بعد رد کر دیا ہے، اس مسئلہ پر علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری'' میں نہایت مبسوط اور کافی شافی بحث کی ہے اور بتلایا ہے کہ متعدد ائمہ حدیث نے عکرمہ کے حالات پر اور ان پر عائد کیے جانے والے اعتراضات کی تفتیش کے لئے مستقل کتابیں لکھیں ہیں جن میں ابن جریر الطبری، امام محمد بن نصر المروزی، ابو عبداللہ ابن مندہؒ، ابو حاتم بن حبان اور ابو عمر بن عبدالبر رحمہم اللہ جیسے حضرات شامل ہیں۔ (۵)

تقریباً تمام ائمہ حدیث نے آپ سے روایات لی ہیں، حضرت امام بخاریؒ نے جو نقدِ رجال کے معاملہ میں بہت سخت ہیں اور جنہوں نے مشتبہ راویوں تک کو چھوڑ دیا ہے انہوں نے بھی اپنی صحیح میں ان کی روایات نقل کی ہیں، حضرت امام مسلمؒ کی طرف منسوب ہے کہ وہ عکرمہؒ پر طعن کرتے تھے لیکن انہوں نے بھی اپنی صحیح میں عکرمہؒ کی روایت مقروناً ذکر کی ہے، حضرت امام مالکؒ کی طرف منسوب ہے کہ آپ عکرمہؒ کو ناپسند کرتے تھے لیکن خود آپ نے مؤطا کی کتاب الحج میں عکرمہؒ کی روایت نقل کی ہے، (۶)

صدیقی صاحب پر حیرت ہے کہ انھوں نے خوفِ خدا کو بالائے طاق رکھ کر محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے حضرت عکرمہؒ پر بعض محدثین کی جرحیں نقل کر کے انہیں ایک بھیانک شخص کے روپ میں پیش کر دیا، اور محقق علمائے کرام نے جو ان جرحوں کے جوابات دیئے ہیں ان سے آنکھیں موند لیں۔''

(شبِ براءت کی فضیلت ص ۸۵ تا ۸۹)

آلِ دیوبند کے امام سرفراز صفدر نے لکھا ہے ''جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں

....

(۱) تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۷۰۔
(۲) تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۷۰۔
(۳) تہذیب ج ۷ ص ۲۷۰۔
(۴) تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۷۰۔
(۵) ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری ص ۴۲۵۔
(۶) ہدی الساری ص ۴۳۰۔

پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وہی مصنف کا **نظریہ** اور (مذہب) ہوتا ہے۔'' (تفریح الخواطر ص ۲۹)

اب دیوبندی بتائیں کہ نعیم الدین دیوبندی کی **نقل** کردہ تمام عبارتیں ماسٹر امین اوکاڑوی پر بھی چسپاں کی جائیں گی یا پھر دیوبندیوں کے نزدیک سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم کی طرح **لینے** اور دینے کے پیمانے الگ الگ ہیں۔

۶۲) دیوبندیوں کے پیر مشتاق علی شاہ کی مرتب کردہ کتاب ''ترجمانِ احناف'' الیاس گھمن دیوبندی کے بقول ان (آلِ دیوبند) کے اکابر کی تحریروں کا مجموعہ ہے۔

(دیکھئے فرقہ اہلحدیث پاک وہند کا تحقیقی جائزہ ص ۳۹۰)

اس کتاب: ترجمان احناف میں لکھا ہوا ہے کہ ''**نوٹ**

غیر مقلدین کے سامنے جب ان کے علماء کا کوئی حوالہ پیش کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم ان کو نہیں مانتے تو ہم ان سے پوچھتے ہیں۔ آپ ان کو کیا نہیں مانتے؟ ۱۔ کیا آپ ان کو انسان نہیں مانتے؟ ۲۔ کیا آپ ان کو مسلمان بھی مانتے ہیں یا نہیں؟ ۳۔ کیا آپ ان کو عالم نہیں مانتے؟ ۴۔ یا کیا آپ ان کو متقی پرہیز گار اور حق گو نہیں مانتے؟ آخر آپ ان کو کیا نہیں مانتے؟'' (ترجمان احناف ص ۱۲۰)

بظاہر تو اس دیوبندی نے بڑا مضبوط اعتراض کیا ہے لیکن اس پوری گینگ (Gang) کے ماسٹر یعنی ماسٹر امین اوکاڑوی نے ایسی بات کہی ہے کہ خود دیوبندی اس اعتراض کی زد میں ہیں، کیونکہ ماسٹر امین اوکاڑوی نے علانیہ کہا: ''ہم ابن ابی حاتم کے امام، امام شافعیؒ کو نہیں مانتے'' (فتوحات صفدر ج ۱ ص ۱۶۹، دوسرا نسخہ ص ۱۴۶)

ہم دیوبندیوں سے پوچھتے ہیں کہ آپ امام شافعی رحمہ اللہ کو کیا نہیں مانتے؟

① کیا آپ ان کو (اُنھیں) انسان نہیں مانتے؟

② کیا آپ ان کو مسلمان بھی مانتے ہیں یا نہیں؟ ③ کیا آپ ان کو عالم نہیں مانتے؟

④ یا کیا آپ ان کو متقی پرہیز گار اور حق گو نہیں مانتے؟ آخر آپ انھیں کیا نہیں مانتے؟

محمد زبیر صادق آبادی

ماسٹر امین اوکاڑوی کی دورُخی نمبر ۳

ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے عقیدہ حیات النبی ﷺ کے موضوع پر مماتی دیوبندی احمد سعید ملتانی سے مناظرہ کرتے ہوئے کہا: ''اور یہ بھی بتائیں کہ یہ احادیث جو آپ نے پڑھی ہیں سائل بن کر پڑھی ہیں (یہ سائل کی کون سی قسم ہے) اصول مناظرہ سے دکھائیں کہ سائل حدیث پڑھ سکتا ہے؟'' (فتوحات صفدر ۲/ ۴۴۱)

اس مناظرہ میں ماسٹر اوکاڑوی نے یہ اصول پیش کیا کہ سائل تو حدیث پڑھ ہی نہیں سکتا جبکہ دوسری طرف ماسٹر امین اوکاڑوی نے رفع یدین کے موضوع پر ایک مناظرہ اہل حدیث مناظر قاضی عبدالرشید حفظہ اللہ سے کیا تھا اور اس مناظرہ کے متعلق ماسٹر امین اوکاڑوی سے کسی شخص نے کہا: ''میں ابھی ایک کیسٹ سن کر آیا ہوں کہ پسرور ضلع سیالکوٹ میں رفع یدین کے مسئلہ پر آپ مناظرہ ہار گئے ہیں۔'' (تجلیات صفدر ۲/ ۳۲۶)

تو اس شخص کو جواب دیتے ہوئے ماسٹر اوکاڑوی نے کہا: ''ہار اور جیت مدعی کی ہوتی ہے یا سائل کی؟ مدعی اگر اپنا دعویٰ ثابت کردے تو جیت گیا، نہ ثابت کر سکے تو ہار گیا۔ میں تو اس مناظرہ میں سائل تھا۔'' (تجلیات صفدر ۲/ ۳۲۶)

اور جس مناظرہ میں ماسٹر اوکاڑوی نے اپنے آپ کو سائل کہا ہے، اس مناظرہ میں ماسٹر امین نے تقریباً پانچ احادیث پیش کی تھیں۔

دیکھئے فتوحات صفدر (ج ۱ ص ۱۹۵۔ ۱۹۸، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۱۶۹۔ ۱۷۲)

یہ الگ بات ہے کہ وہ احادیث ضعیف یا غیر متعلقہ تھیں، بہرحال ماسٹر امین اوکاڑوی نے اپنے مسلک کو ثابت کرنے کے لئے وہ احادیث پڑھی تھیں۔

لہٰذا یہ ماسٹر امین اوکاڑوی کی واضح دورُخی ہے۔ سابقہ دورُخیوں کے سلسلے میں راقم الحروف کے خلاف محمود عالم صفدر اوکاڑوی کے مغالطوں کا جواب اگلے صفحے پر پیشِ خدمت ہے:

محمد زبیر صادق آبادی

امین اوکاڑوی کے بھتیجے محمود عالم صفدر (ننھے اوکاڑوی) کے مغالطے

راقم الحروف اس سے پہلے ماسٹر امین اوکاڑوی کی دورُخی پالیسی کے متعلق دو مضامین لکھ چکا ہے جو الحدیث حضرو (نمبر ۶۴ ص ۱۹، نمبر ۶۵ ص ۲۹) میں شائع ہوئے تھے۔ ماسٹر امین اوکاڑوی کے ایک بھتیجے اور شاگرد نے ان کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ یہاں اس کے مغالطوں کا جواب پیشِ خدمت ہے:

ماسٹر امین اوکاڑوی نے کہا تھا: ''حق بات سن کر مان **لینا** اللہ تعالیٰ نے ہر **ایک** کی قسمت میں نہیں رکھا، اگر سب لوگ سچ اور حق مان **لیتے** تو فساد نہ ہوتا۔'' (فتوحات صفدر ۲/ ۴۶۰)

ماسٹر امین کی یہ بات ان کے بھتیجے محمود عالم صفدر یعنی ننھے اوکاڑوی پر بالکل فٹ آتی ہے۔ ہر وہ شخص جس نے ماسٹر امین اوکاڑوی کی دورُخی کے متعلق میرے مضامین پڑھے ہوں گے اور ننھے اوکاڑوی کے جوابی مضامین بھی پڑھے ہوں گے، اس پر یہ حقیقت واضح ہو گئی ہوگی (ان شاء اللہ) کہ جواب دینے میں ننھا اوکاڑوی کس قدر ناکام رہا ہے، ہاں البتہ اس نے جو مغالطے دینے کی کوشش کی ہے ان کا جواب پیشِ خدمت ہے:

تنبیہ: راقم الحروف اختصار کے پیشِ **نظر** ننھے اوکاڑوی کے مغالطوں کا خلاصہ **نقل** کر کے ان کا جواب لکھے گا۔ (ان شاء اللہ) نیز ان مغالطوں کی ترتیب آگے پیچھے بھی ہو سکتی ہے۔

۱) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: جب **تک** ماسٹر اوکاڑوی زندہ رہا کسی مخالف کو سامنے آنے کی **جرأت** نہ ہوئی جب وہ مر گیا تو مخالفین نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔

(دیکھئے قافلہ...جلد ۴ شمارہ ۱ ص ۲۷)

الجواب: میں پوچھتا ہوں کہ جن لوگوں نے ماسٹر اوکاڑوی کے سامنے بیٹھ کر مناظرے کئے تھے یا ماسٹر اوکاڑوی کی زندگی میں اس کا **تعاقب** کیا تھا جس کا جواب وہ اپنے ہی اصولوں کے مطابق (دیکھئے **الحدیث**: ۷۵ ص ۲۷) ساری زندگی نہ دے سکا، تو کیا اب ننھے

اوکاڑوی نے ان مخالفین کو اہل حق سمجھ لیا ہے؟ ننھے اوکاڑوی کی اس بات پر مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ خود ماسٹر اوکاڑوی کے مناظروں کو تحریری شکل میں شائع کرنے کے باوجود ایسی بات قلم سے لکھ رہا ہے جس کا جھوٹ ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے۔

۲) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے ماسٹر اوکاڑوی پر کیچڑ اچھالا تھا اور اس کا جواب نام نہاد... یعنی چنی گوٹھ والے عبدالغفار (سابق.....) نے دیا ہے، اس کا جواب آل دیوبند کو آج تک نہیں دیا گیا۔ (دیکھئے قافلہ...جلد۴ شمارہ۱ص۲۷)

الجواب: جن باتوں کو عبدالغفار دیوبندی نے جھوٹ کہا ہے اگر ان باتوں کو جھوٹ تسلیم کر لیا جائے تو امت مسلمہ کے کئی بزرگوں کو جھوٹا کہنا پڑے گا۔ **نعوذ باللہ**

ظاہر ہے وہ بزرگ تو جھوٹے نہ تھے بلکہ اپنے اصولوں کے مطابق خود عبدالغفار ہی جھوٹا ثابت ہو چکا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے الحدیث (نمبر ۵۹ ص ۳۳۔۳۴)

عبدالغفار کے تمام اعتراضات کے جوابات کے لئے دیکھئے میرا مضمون: ''عبدالغفار دیوبندی کے سو (۱۰۰) جھوٹ'' (ص ۸-۲۹)

ننھے اوکاڑوی نے عبدالغفار کی طرف سے حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ پر لگائے گئے سو (۱۰۰) الزامات کے جواب کا راقم الحروف سے مطالبہ کیا تھا۔ یہ مطالبہ پڑھ کر راقم الحروف کو پیارے نبی ﷺ کی وہ حدیث یاد آگئی: ''ابتداء سے تمام انبیاء کا جس بات پر اتفاق رہا ہے وہ یہ ہے کہ جب حیا نہ ہو تو جو چاہو کرو۔'' (صحیح بخاری مع تفہیم البخاری ۳/۳۰۴ ترجمہ ظہور الباری دیوبندی)

ننھے اوکاڑوی کا مجھ سے مطالبہ تب درست تھا جب وہ اوکاڑوی اور دیگر دیوبندیوں کے جھوٹوں کا جواب دے دیتا۔ حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے ''امین اوکاڑوی کے پچاس (۵۰) جھوٹ'' الحدیث حضرو (نمبر ۲۸ ص ۲۲ تا ۴۲) میں شائع کئے۔ اس کے بعد الحدیث حضرو (نمبر ۵۰ ص ۱۵ تا ۳۲) میں ''آل دیوبند کے پچاس جھوٹ'' شائع کئے۔ اس کے بعد الحدیث حضرو (نمبر ۵۹ ص ۲۵ تا ۴۴) میں ''الیاس گھمن کے ''قافلۂ حق'' کے پچاس جھوٹ'' شائع کئے۔ اس کے بعد الحدیث حضرو (نمبر ۶۶ ص ۳۵ تا ۴۶) میں ''پچاس غلطیاں: سہو یا جھوٹ؟'' کے نام سے

آلِ دیوبند کو آئینہ دکھایا۔ اس کے علاوہ راقم الحروف نے الحدیث حضرو (نمبر ۲۶ ص ۱۰) میں ماسٹر امین کے دو جھوٹوں کی **نشاندہی** کی، اس کے بعد الحدیث حضرو (نمبر ۶۱ ص ۱۰ تا ۱۷) میں ''ماسٹر امین اوکاڑوی کے دس جھوٹ'' شائع کئے گئے۔ اس کے باوجود ننھے اوکاڑوی کا مطالبہ بڑا عجیب ہے۔ نیز راقم الحروف نے اپنے مضمون ''آلِ دیوبند اپنے خود ساختہ اصولوں کی زد میں'' میں آلِ دیوبند کو آئینہ دکھایا تھا کہ جس بات کو وہ جھوٹ کہتے ہیں، خود اس کے مرتکب بھی ہوتے ہیں، اس کا بھی کوئی جواب نہیں آیا۔

۳) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: زبیر صادق آبادی نے ننھے اوکاڑوی دیوبندی پر اہلِ حدیث کے خلاف گندی زبان استعمال کرنے کا محض الزام لگایا ہے اور صرف یہ لکھ دیا ہے تفصیل کے لئے دیکھئے فتوحات صفدر (ج ۳ ص ۱۵۲، حاشیہ) اور صادق آبادی نے فتوحات صفدر کا حوالہ **نقل** نہیں کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس عبارت میں کوئی گندی زبان نہیں ہے، نیز وہ عبارت میری بھی نہیں بلکہ دوسرے دیوبندی دھرم کوٹی کی ہے۔

(دیکھئے قافلہ... جلد ۴ شمارہ ۱ ص ۲۸)

الجواب: راقم الحروف نے ماسٹر امین اوکاڑوی کی تحریر و کلام سے گندی زبان استعمال کرنے کے حوالے بھی **نقل** کئے تھے، ان پر تبصرہ کرنے کے بجائے ننھے اوکاڑوی نے خاموشی ہی بہتر سمجھی، البتہ اپنے دفاع میں جو کچھ لکھا وہ سب جھوٹ ہے، کیونکہ فتوحات صفدر (۱۵۲/۳) حاشیہ پر جو گندی عبارت موجود ہے وہ یقیناً ننھے اوکاڑوی کی ہے دھرم کوٹی کی بالکل نہیں، یہ ننھے اوکاڑوی کا صریح جھوٹ ہے۔ البتہ جو عبارت دھرم کوٹی کی ہے وہ دوسری عبارت ہے اور وہ فتوحات صفدر جلد سوم میں موجود ہی نہیں، بلکہ فتوحات صفدر (جلد دوم ص ۳۵۵ تا ص ۳۵۶ حاشیہ) میں ہے، لہٰذا ننھے اوکاڑوی کا یہ کہنا کہ اس نے دھرم کوٹی کا رسالہ فتوحات صفدر جلد سوم کے حاشیہ میں دھرم کوٹی کی اجازت سے **نقل** کیا ہے بالکل غلط فہمی ہے اور دیوبندی اصولوں کے مطابق جھوٹ ہے۔ البتہ ننھے اوکاڑوی کا دھرم کوٹی کی عبارت کے متعلق یہ کہنا کہ وہ عبارت میری نہیں ہے، دیوبندی اصولوں سے بے خبری کا نتیجہ ہے، کیونکہ

سرفراز صفدر نے لکھا ہے: ''جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وُ ہی مصنف کا **نظریہ** ہوتا ہے۔'' (تفریح الخواطر ص ۲۹)

ننھے اوکاڑوی کا حافظہ کمزور ہے، کیونکہ سرفراز صفدر والا اصول ہی ننھے اوکاڑوی کا اصول ہے۔ دیکھئے فتوحاتِ صفدر (۸۴/۲ حاشیہ)

[فتوحاتِ صفدر کی عبارت (جس کا اشارہ کیا گیا تھا) کا بعض حصہ بڑی مجبوری اور شدید معذرت کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے، کیونکہ ننھے اوکاڑوی نے جھوٹ بولتے ہوئے اس حصے کا ہی انکار کر دیا ہے: '' ... چنانچہ لکھا ہے منی کھانا بھی **ایک قول** میں جائز ہے (فقہ محمدیہ ص ۴۹ ج ۱) اب یہ ان کے کس ذوق پر **مبنی** ہے کہ قلفیاں بنا کر کھاتے ہیں یا کسی اور طرح...''

(ج ۳ ص ۱۵۲، حاشیہ)

خود محمود عالم اوکاڑوی دیوبندی نے اہلِ حدیث کو غیر مقلدین کا طعنہ دیتے ہوئے لکھا ہے:

''لیکن غیر مقلدین باؤلے کتے ہیں۔'' (انوارات صفدر ج ۱ ص ۱۱۱)

محمود عالم اوکاڑوی نے مزید کہا: '' غیر مقلدین کتیہ کی اولاد ہیں۔''

(انوارات صفدر ج ۱ ص ۱۱۹، نیز دیکھئے تجلیاتِ صفدر ج ۵ ص ۲۱۲ فقرہ نمبر ۵)

ہم ایسی باتیں قطعاً **نقل** کرنا نہیں چاہتے تھے **مگر** ننھے اوکاڑوی نے ہمیں مجبور کر دیا کہ یہاں بھی لوگوں کو دیوبندیوں کا اصلی چہرہ دکھا دیں، لہٰذا عرض ہے کہ امین اوکاڑوی نے لمبی داڑھی کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھا ہے: ''نوجوان وہابن کا دودھ جب **ایک** ہاتھ لمبی داڑھی والا پئے گا تو داڑھی کہاں **تک** پہنچے گی پردے کا کام بھی دے گی، **سنت** کا ثواب علیحدہ ملا، ہم **خرما** ہم ثواب۔ ادھر بابا دودھ پی رہا ہے اُدھر فرج کی **رطوبت** داڑھی کو لگ رہی ہے وہ وہابن چاٹ لے گی، یہ بھی قید نہیں کہ دن میں کتنی بار پیئے...'' (تجلیاتِ صفدر ج ۵ ص ۴۲۶)

استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ ہم ایسی گندی زبان سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔]

۴) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: ماسٹر امین نے اہلِ حدیث عالم صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ پر جھوٹ بولنے کے الزام لگائے تھے۔ (دیکھئے قافلہ... جلد ۴ شمارہ ۱ ص ۲۸)

الجواب: ماسٹر امین اوکاڑوی نے مولانا صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ پر جو الزام لگائے تھے ان کی وجہ سے خود اوکاڑوی اور اس کی پارٹی جھوٹی ثابت ہو چکی ہے۔
تفصیل کے لئے دیکھئے الحدیث حضرو (نمبر ۴۵ ص ۳۷۔ ۳۸)

۵) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: دھرم کوٹی دیوبندی مولوی ''صاحبِ کشف و کرامات'' بزرگ ہے اس لئے اس نے جو زبان درازی اہل حدیث کے خلاف کی ہے وہ صحیح ہے۔ (دیکھئے قافلہ... جلد ۴ شمارہ ۱ ص ۲۸)

الجواب: بریلوی لوگ بھی اپنے علماء کے بارے میں بہت سی کرامات بیان کرتے رہتے ہیں، کیا آلِ دیوبند ان کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ہمیں بھی اپنے خود ساختہ بزرگوں کی خود ساختہ کرامتوں سے ڈرانے کی کوئی ضرورت نہیں، بطورِ نمونہ آلِ دیوبند کے **ایک** ''موحد'' کی کرامت **ملاحظہ فرمائیں:**

حاجی امداد اللہ تھانہ بھونوی کہتے ہیں: ''**ایک** موحد سے لوگوں نے کہا کہ **اگر** حلوا و غلیظ **ایک** ہیں تو دونوں کو کھاؤ انھوں نے بشکل خنزیر ہو کر گوہ کو کھالیا۔ پھر بصورت آدمی ہو کر حلوا کھایا اس کو حفظ مراتب کہتے ہیں جو واجب ہے'' (شمائم امدادیہ ص ۵۷، امداد المشتاق ص ۱۰۱ فقرہ نمبر ۲۲۴)

دھرم کوٹی کے برعکس آلِ دیوبند کے بہت بڑے مفتی جن پر ماسٹر اوکاڑوی کو بہت ناز تھا (دیکھئے تجلیات ۶/ ۲۶۵) یعنی ''مفتی'' کفایت اللہ دہلوی نے لکھا ہے:

''ہاں اہل حدیث مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے۔ محض ترک تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہل سنت والجماعت سے تارک تقلید باہر ہوتا ہے۔ فقط'' (کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۲۵ جواب نمبر ۳۷۰)

سرفراز صفدر نے لکھا ہے: ''حضرت شیخ الہندؒ نے مولانا محمد حسین صاحب بٹالویؒ کے حق میں کیا ہی خوب ارشاد فرمایا ہے کہ گو آپ صاحب کیسی ہی بدزبانی سے پیش آویں **مگر** ہم انشاء اللہ تعالیٰ کلمات مُوہم تکفیر و تفسیق ہرگز آپ کی شان میں نہ کہیں گے بلکہ الٹا آپ کے اسلام ہی کا اظہار کریں گے **ولنعم ما قیل**'' (احسن الکلام ۲/ ۱۵۵، دوسرا نسخہ ۲/ ۱۶۹)

۶) **ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ:** شوکانی زیدی شیعہ تھا اور زیدی شیعوں کو کافر کہنا واجب ہے۔ (دیکھئے قافلہ...جلد۴ شمارہ نمبر ا ص ۲۸۔۲۹)

الجواب: پھر تو آپ کے بہت سے عالم اس واجب کے تارک ہو کر مر چکے ہیں، مثال کے طور پر سرفراز صفدر نے قاضی شوکانی کو جگہ جگہ رحمہ اللہ کہا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے احسن الکلام (۱/۱۲۹، دوسرا نسخہ ۱/۱۶۳) اور نماز پیغمبر ﷺ (ص ۳۰۲)

بلکہ سرفراز خان نے قاضی شوکانی کے بارے میں لکھا ہے: ''قاضی صاحبؒ موصوف اپنے وقت کے متبحر اور وسیع المطالعہ محقق عالم تھے۔'' (احسن الکلام ۱/۱۲۹، دوسرا نسخہ ۱/۱۶۳)

۷) **ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ:** فتاویٰ عالمگیری پر پانچ سو علماء کا اجماع ہے۔ صادق آبادی نے اس بات کا ذکر نہیں کیا۔ (دیکھئے قافلہ...جلد۴ شمارہ ا ص ۲۹)

الجواب: ہمارے نزدیک کوئی ایک گمراہ شخص اہل حدیث کے خلاف کوئی بات کرے یا ایسے لوگوں کی تعداد ایک ہزار ہو جائے تو بھی ایک برابر ہے، یعنی ان بدعتیوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ البتہ بطور نمونہ فتاویٰ عالمگیری کے چند مسائل درج ذیل ہیں:

۱: فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہوا ہے کہ ''**و لو قذف سائر نسوة النبي ﷺ لا یکفر و یستحق اللعنة**'' اور اگر نبی ﷺ کی تمام بیویوں پر زنا کی تہمت لگائے (تو) اسے کافر نہیں کہا جائے گا اور وہ شخص لعنت کا مستحق ہے۔ (ج۲ ص۲۶۴ مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

۲: فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہوا ہے کہ ''**و لو ترك وضع الیدین و الرکبتین جازت صلاته بالإجماع ...**'' اور اگر (سجدے میں) دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے زمین پر نہ رکھے تو نماز بالاجماع جائز ہے۔ (ج۱ ص۷۰)

۳: فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہوا ہے کہ ''**إذا أصابت النجاسة بعض أعضائه و لحسها بلسانه حتی ذهب أثرها یطهر ...**'' اگر بعض اعضاء کو نجاست لگ جائے اور وہ اسے اپنی زبان سے چاٹ لے حتی کہ اس کا اثر ختم ہو جائے تو وہ (عضو) پاک ہو جاتا ہے۔ (ج۱ ص۴۵)

تنبیہ: یہاں فتاویٰ عالمگیری میں یہ بات ہرگز نہیں لکھی ہوئی کہ چاٹنا **منع** ہے۔

۴: فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہوا ہے کہ "**إذا ذبح کلبه و باع لحمه جاز ...**"

اگر کوئی شخص اپنا کتا ذبح کرے اور اس کا گوشت بیچے جائز ہے۔ (ج ۳ ص ۱۱۵)

اس قسم کے گستاخانہ اور غلط مسئلے لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور کیا ان مسئلوں پر ننھے اوکاڑوی (اور گھسن پارٹی) کا عمل ہے؟!

۸) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: **ایک** دیوبندی مولوی خیر محمد جالندھری نے کہا ہے کہ **پاکستان** بننے کے بعد سکھوں کو تو عقل آ گئی لیکن غیر مقلدین کو نہیں آئی۔

(دیکھئے قافلہ... جلد ۴ شمارہ نمبر ۲ ص ۴۴)

الجواب: اپنے ہی کسی گمراہ مولوی کے قول سے ہمیں ڈرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر مخالف کا قول حجت ہوتا ہے تو احمد رضا بریلوی کے قول کے مطابق علماء دیوبند کا کیا مقام ہے؟ کیا ننھا اوکاڑوی اس بات سے بے خبر ہے؟ اور الزامی طور پر میں بھی چند باتیں ماسٹر امین اوکاڑوی کے متعلق لکھ دیتا ہوں۔ ماسٹر امین نے **ایک** دفعہ مدرسہ دار العلوم محمودیہ صادق آباد میں تقریر کی جس کے بعد **ایک** بزرگ نے فرمایا: امین اوکاڑوی دیوبندیوں کا ابوجہل ہے اور **ایک** دفعہ راقم (محمد زبیر صادق آبادی) قاضی عبدالرشید حفظہ اللہ اور ماسٹر امین اوکاڑوی کے درمیان ہونے والا مناظرہ دیکھ رہا تھا کہ **ایک** بوڑھی عورت ہمارے گھر آئی جو کہ اہل حدیث نہیں تھی اور مناظرہ دیکھنے بیٹھ گئی، جب ماسٹر امین اوکاڑوی نے اہل حدیث سے مخاطب ہو کر کہا: "کیا یہ روزہ رکھ کر بیوی کو چاٹنے لگتے ہیں اور سارا دن چاٹتے رہتے ہیں کہ اگر نہ چاٹا تو روزہ خلاف سنت ہو جائے گا" (فتوحاتِ صفدر ۱/۲۰۰، دوسرا نسخہ ۱/۱۷۴)

اور اسی طرح کی کچھ اور بیہودہ باتیں بھی کیں مثلاً امام ابن جریج رحمہ اللہ کے متعلق جسے **نقل** کرتے ہوئے ننھا اوکاڑوی بھی شرما گیا ہے۔ (دیکھئے فتوحات صفدر ۱/۱۹۵، دوسرا نسخہ ۱/۱۶۹)

تو اس بوڑھی عورت نے قاضی عبدالرشید حفظہ اللہ کی طرف اشارہ کر کے کہا: آ مولوی تے بڑیاں سوہنیاں گلاں کردا وا (یہ مولوی تو بڑی پیاری باتیں کرتا ہے) پھر ماسٹر امین

اوکاڑوی کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی: آ تاں مینوں اوداں ای کوئی بے شرم لگدا اوا (یہ تو مجھے ویسے ہی کوئی بے شرم لگتا ہے)!

۹) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: عبدالرحمٰن پانی پتی کذاب نہیں تھا۔

(دیکھئے قافلہ...جلد۴ شمارہ۱ص۲۹)

الجواب: اس کذاب نے اہل حدیث علماء کے خلاف جھوٹ بولے ہیں اور میں نے جرح نقل کی تھی، جس پر ننھا اوکاڑوی بہت چیں بچیں ہوا اور اب الحمد للہ میں نے اس کا شکوہ دور کر دیا ہے۔

۱۰) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: احمد سعید ملتانی غیر مقلد ہے۔

(دیکھئے قافلہ...جلد۴ شمارہ۲ص۳۵)

الجواب: یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔ اہل حدیث عالم حافظ محمد عمر صدیق حفظہ اللہ نے ہی احمد سعید پر مقدمہ (کیس) کیا تھا، اگر محمود عالم میں جرأت ہے تو بتائے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا وہ کون سا قول ہے جس پر ننھے اوکاڑوی کا عمل ہے اور احمد سعید نے اسے ٹھکرا دیا ہے؟ دنیا جانتی ہے کہ وہ دیوبندیوں کی مماتی شاخ کا رکن تھا اور اب بھی مماتی دیوبندی ہے۔

۱۱) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: جماعت اہل حدیث بخاری کا نعرہ لگا کر دوسری کتابوں کی اہمیت کم کرتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ صحاح ستہ کی شرط لگا دیتی ہے۔

(دیکھئے قافلہ...جلد۴ شمارہ۲ص۳۵)

الجواب: جہاں تک بخاری کا معاملہ ہے تو آل دیوبند بھی کہتے ہیں: ''حالانکہ امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری'' (احسن الفتاویٰ ۱/۳۱۵)

نیز دیکھئے تالیفات رشیدیہ (ص ۳۳۷) خطبات حکیم الامت (۲۴۱/۵) شمع رسالت کے پروانوں کے ایمان افروز واقعات (ص ۲۳۴)

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے موجود ہیں۔

ننھے اوکاڑوی کا اہل حدیث کے خلاف یہ کہنا کہ زیادہ سے زیادہ صحاح ستہ کی شرط لگاتے

ہیں اس کا جواب صرف اتنا ہے کہ ننھے اوکاڑوی نے جھوٹ بولا ہے اور اگر ننھے اوکاڑوی نے اپنے اوپر کوئی فتوے وغیرہ لگوانے ہیں تو چَنی گوٹھ والے عبدالغفار سے رابطہ کر لے۔

سرفراز صفدر نے لکھا ہے: ''اگر صحاح سے ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہ کتابیں مراد ہیں تو بلا شک ان میں بعض روایتیں ضعیف کمزور بلکہ موضوع بھی ہیں'' (صرف ایک اسلام ص ۱۴)

۱۲) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: ماسٹر امین اوکاڑوی کا امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب کتاب القراۃ پر اعتراض صرف الزامی تھا۔ (دیکھئے قافلہ...جلد ۴ شمارہ ۲ ص ۳۵)

الجواب: یہ بات بالکل جھوٹ ہے، کیونکہ آل دیوبند امام بیہقی رحمہ اللہ کی اس کتاب سے بہت نالاں ہیں۔ فقیر اللہ دیوبندی نے امام بیہقی رحمہ اللہ کی گستاخی کرتے ہوئے لکھا ہے:

''امام بیہقی نے یہ رام کہانی گھڑی ہے'' (خاتمۃ الکلام ص ۲۹۰)

سرفراز صفدر نے لکھا ہے: ''امام بیہقیؒ نے امام مسلمؒ کی ایک عبارت میں مغالطہ دینے کی سعی فرمائی ہے'' (احسن الکلام ۱/۲۸۳، دوسرا نسخہ ۱/۳۵۱)

خود ماسٹر امین نے بھی امام بیہقی رحمہ اللہ کو متعصب کہا ہے۔ دیکھئے تجلیات صفدر (۲/ ۳۸۴)

رہا ننھے اوکاڑوی کا یہ کہنا کہ زبیر صادق آبادی کو اوکاڑوی کی برابری کا شوق ہے تو یہ بات بالکل جھوٹ ہے، کیونکہ میں نے تو اپنی زندگی میں اوکاڑوی جیسا زبان دراز کوئی نہیں دیکھا۔ میں نے تو صرف یہ مسئلہ سمجھایا تھا کہ اگر ہم امام شافعی رحمہ اللہ کی تقلید نہیں کرتے تو اوکاڑوی پارٹی بھی امام شافعی رحمہ اللہ کی تقلید نہیں کرتی۔ اس کے جواب میں ننھے اوکاڑوی کا یہ کہنا کہ اوکاڑوی پارٹی امام ابوحنیفہ کی تقلید کرتی ہے، تو عرض ہے کہ ہمارے نزدیک تو تقلید جائز ہی نہیں۔ تمھارے نزدیک واجب ہے، پھر بھی امام شافعی رحمہ اللہ کی تقلید ترک کر کے ان علماء کی کتابوں کے حوالے دیتے ہو جنھیں امام شافعی رحمہ اللہ کا مقلد کہتے ہو۔

بات صرف تقلید کرنے یا نہ کرنے کی نہیں تھی بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ کی تقلید کرنے یا نہ کرنے کی تھی۔

۱۳) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: حیات انبیاء کا عقیدہ اجماعی ہے وہاں

سب ایک دوسرے کے حوالے لیتے ہیں۔ (دیکھئے قافلہ...جلد۴ شمارہ۲ ص۳۶)

الجواب: حیات انبیاء کا جو عقیدہ آل دیوبند نے اپنایا ہوا ہے وہ سلف صالحین اور خیر القرون میں سے کسی ایک صحیح العقیدہ قابلِ اعتماد محدث کا بھی نہیں۔ اپنے بدعتی عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے یہ کہنا کہ وہ اجماعی عقیدہ ہے، بالکل جھوٹ ہے۔ آل دیوبند اور بعض محدثین کے عقیدہ میں فرق کی تفصیل حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ کے ایک مضمون سے پیشِ خدمت ہے:

''حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں:

"لِأَنَّهُ بَعْدَ مَوْتِهِ وَ إِنْ كَانَ حَيًّا فَهِيَ حَيَاةٌ أُخْرَوِيَّةٌ لَا تَشْبَهُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا، وَ اللّٰهُ أَعْلَمُ" بے شک آپ (ﷺ) اپنی وفات کے بعد اگرچہ زندہ ہیں لیکن یہ اخروی زندگی ہے دنیاوی زندگی کے مشابہ نہیں ہے، واللہ اعلم (فتح الباری ج۷ ص۳۴۹ تحت ح۴۰۴۲)

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ زندہ ہیں لیکن آپ کی زندگی اُخروی و برزخی ہے، دنیاوی نہیں ہے۔

اس کے برعکس علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ ہے کہ ''**وحيوته ﷺ دنيوية من غير تكليف وهي مختصة به ﷺ و بجميع الأنبياء صلوات الله عليهم والشهداء - لا برزخية ...**'' ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو...'' (المہند علی المفند فی عقائد دیوبند ص۲۲۱ پانچواں سوال: جواب)

محمد قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ کی حیات دنیوی علی الاتصال ابتک برابر مستمر ہے اسمیں انقطاع یا تبدل وتغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہوجانا واقع نہیں ہوا'' (آب حیات ص۲۷)

دیوبندیوں کا یہ عقیدہ سابقہ نصوص کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

سعودی عرب کے جلیل القدر شیخ صالح الفوزان لکھتے ہیں کہ ''**الَّذِي يَقُولُ : إِنَّ**

حَیَاتَهُ فِی الْبَرْزَخِ مِثْلُ حَیَاتِهٖ فِی الدُّنْیَا کَاذِبٌ وَ هٰذِهٖ مَقَالَةُ الْخَرَافِیِّیْنَ "

جو شخص یہ کہتا ہے کہ آپ (ﷺ) کی برزخی زندگی دنیا کی طرح ہے وہ شخص جھوٹا ہے۔ یہ من گھڑت باتیں کرنے والوں کا کلام ہے۔ (التعلیق المختصر علی القصیدۃ النونیہ ج۲ ص۶۸۴)

حافظ ابن قیم نے بھی ایسے لوگوں کی تردید کی ہے جو برزخی حیات کے بجائے دنیاوی حیات کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ (النونیہ فصل فی الکلام فی حیاۃ الانبیاء فی قبورھم ۲/۱۵۴۔۱۵۵)

امام بیہقی رحمہ اللہ (برزخی) ردِ ارواح کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں کہ

" فَهُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ كَالشُّهَدَاءِ " پس وہ (انبیاء علیہم السلام) اپنے رب کے پاس، شہداء کی طرح زندہ ہیں۔ (رسالہ حیات الأنبیاء للبیہقی ص۲۰)

یہ عام صحیح العقیدہ آدمی کو بھی معلوم ہے کہ شہداء کی زندگی اُخروی و برزخی ہے، دنیاوی نہیں ہے۔ عقیدہ حیات النبی ﷺ پر حیاتی ومماتی دیوبندیوں کی طرف سے بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں مثلاً مقام حیات، آبِ حیات، حیاتِ انبیاء کرام..." (الحدیث حضرو ۱۵ ص۱۷)

تنبیہ: عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں علماء دیوبند اور علماء حرمین کا زبردست اختلاف ہے۔ دیکھئے قافلہ....(جلد ۲ شمارہ ۲ ص۱۲)

لہٰذا میں ننھے اوکاڑوی سے پوچھتا ہوں کیا آلِ دیوبند اختلافی مسائل میں امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتابوں کے حوالے نہیں دیتے؟

۱۴) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب روایت کو ضعیف مردود لکھا ہے۔ (دیکھئے قافلہ...جلد ۴ شمارہ ۲ ص۳۵)

الجواب: حالانکہ میرے مضمون میں اس کی وجہ بھی لکھی ہوئی تھی کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی سند متصل نہیں ہے۔ (دیکھئے سنن ترمذی: ۱۳۲۸)

اور ظاہر ہے کہ جب سند متصل نہیں تو درمیان میں کوئی مجہول راوی موجود ہے۔

آلِ دیوبند کی کتاب احسن الکلام میں بحوالہ زبیدی (حنفی) امام ابوحنیفہ کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ "امام صاحبؒ کے نزدیک مجہول کی روایت مردود ہے" (۲/۹۵ دوسرا نسخہ ۲/۱۰۵)

۱۵) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: ماسٹر امین اوکاڑوی دورُخی پالیسی نہیں رکھتا تھا۔ (دیکھئے قافلہ...جلد۴ شمارہ۲ ص ۳۵)

الجواب: اس حقیقت کو جاننے کے لئے میرے مضامین کا غیر جانبدار ہوکر مطالعہ کریں تو ان شاء اللہ حق واضح ہو جائے گا اور کچھ وضاحت مزید کئے دیتا ہوں۔ مثال کے طور پر ماسٹر امین اوکاڑوی نے مولانا شمشاد **سلفی** حفظہ اللہ سے مخاطب ہوکر کہا تھا: ''شمشاد صاحب اگر واقعی اپنے آپ کو اہل حدیث سمجھتے ہیں تو ان کا یہ فرض تھا کہ پہلے مناظرہ کا یہ اصول بتاتے کہ نبی اقدس علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ فرمایا تھا سب سے پہلے مسئلہ کہاں سے لوگے انہوں نے عرض کیا حضرت خدا کی کتاب سے لوں گا اور نبی اقدس علیہ وسلم نے پوچھا اگر کتاب اللہ سے مسئلہ نہ ملے تو پھر کہاں سے لوگے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کی سنت سے مسئلہ لوں گا۔ حدیث **فان لم تجد فیه** کے الفاظ ہیں۔

آپ اس کو ایسے ہی سمجھیں جیسے قرآن پاک میں آتا ہے اگر آپکو پانی نہ ملے تو پھر آپ تیمّم کریں گے۔ یا پانی کے ہوتے ہوئے بھی آپ تیمّم کرنے کیلئے بیٹھ جائیں گے؟۔ تو شمشاد صاحب کا فرض ہے کہ اگر یہ اللہ کے نبی کی حدیث کو واقعی مانتے ہیں جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے تو پہلے اٹھ کر یہ حدیث پڑھتے کہ اللہ کے نبی علیہ وسلم نے ہمیں بات کرنے کا یہ ڈھنگ بتایا ہے...'' دیکھئے فتوحات صفدر (۱/۳۹۲، دوسرنسخہ ۱/۳۵۴) الحدیث حضرو (نمبر۶۴ ص ۲۰)

اب دیکھئے ماسٹر امین نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب حدیث سے مناظرے کا اصول بیان کیا، جبکہ دوسری طرف احمد سعید ملتانی سے مناظرہ کرتے ہوئے ماسٹر امین نے کہا: ''علامہ صاحب بار بار قرآن قرآن کی بات کو دہراتے ہیں، حالانکہ میں نے تو بات ختم کردی تھی کہ ایک اجتہاد کی ترتیب ہے اور ایک مناظرے کی ترتیب ہے، اجتہاد کی ترتیب وہی ہے جو مولوی صاحب بیان کررہے ہیں (لیکن یہ مناظرے کی ترتیب نہیں ہے)''

(فتوحات صفدر ۲/۲۱۴، الحدیث حضرو نمبر ۶۴ ص ۲۲)

ماسٹر امین نے احمد سعید ملتانی سے مزید کہا: ''تیسرا آپ نے یہ پوچھا ہے کہ یہ اجتہاد

کی ترتیب کہاں ہے؟ حضرت ﷺ سے یہ تو حدیث میں ہے، حضرت پاک ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا تو اس میں انہوں نے بتلایا کہ میں پہلے مسئلہ قرآن سے لوں گا، پھر سنت سے **ثم اجتہد برائی** یہ مجتہد اپنی ترتیب بتلا رہا ہے، آپ مناظرہ کی ترتیب بیان کردیں۔" (فتوحات صفدر ۲/۴۱۹)

قارئین کرام! یہ ماسٹر امین کی کتنی واضح دورُخی ہے کہ اہل حدیث مناظر سے بات کرتے ہوئے اوکاڑوی نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب حدیث کو مناظرے کی ترتیب قرار دیا اور احمد سعید مماتی دیوبندی سے مناظرہ کرتے ہوئے اسی حدیث کو مجتہد کی ترتیب قرار دیا اور مناظرے کی ترتیب میں انکار کیا۔ ننھا اوکاڑوی اب کیسے حقیقت کو ٹھکرائے گا۔ نیز ماسٹر امین کے نزدیک جس حدیث سے مناظرے کا اصول ثابت کرنا ہو اس میں مناظرے کا لفظ ہونا چاہئے۔ دیکھئے فتوحات صفدر (۲/۴۱۵) نہیں تو ایسی حدیث پیش کرنے والا طریقہ یہود پر ہوگا۔ دیکھئے فتوحات صفدر (۳/۵۲)

لطیفہ: ننھے اوکاڑوی نے ماسٹر امین کو دورُخی پالیسی سے بچاتے بچاتے خود ماسٹر امین کو ہی جھٹلا دیا۔ چنانچہ ننھے اوکاڑوی نے لکھا ہے: "مجتہد کے لیے ترتیب یہ ہے کہ وہ جب بھی کسی مسئلہ میں تحقیق شروع کرے تو سب سے پہلے یہ دیکھے کہ کیا اس مسئلہ پر اجماع منعقد ہو چکا اگر اجماع نہ ہو تو پھر کتاب اللہ اور پھر سنت رسول ﷺ کی طرف نظر کرے"

(قافلہ... جلد۴ شمارہ۲ ص۳۵)

جبکہ ماسٹر امین نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب حدیث سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ مجتہد سب سے پہلے مسئلہ قرآن سے لے گا نیز آل دیوبند کے "شیخ محمد الیاس فیصل" دیوبندی نے لکھا ہے: "واضح رہے اجماع کا مرتبہ قرآن وسنت کے بعد ہے۔"

(نماز پیغمبر ﷺ ص ۲۸)

۱۶) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: ماسٹر امین نے اہل حدیث علماء کو مناظرے میں پہلے نمبر پر قرآن پیش کرنے کیلئے اس لئے کہا تھا کہ قراۃ خلف الامام کے مسئلے میں آل

دیوبند کے پاس صحابہؓ و تابعینؒ کی تفاسیر موجود ہیں۔ (دیکھئے قافلہ... جلد۴ شمارہ نمبر۲ ص۳۵)

الجواب: راقم الحروف نے الحدیث (نمبر۶۳ ص۱۷) میں ثابت کیا تھا کہ ماسٹر اوکاڑوی اور اس کی پارٹی نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تفسیر کا جو مطلب لیا ہے، اس سے دیوبندی اصولوں کے مطابق تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی عدالت نعوذ باللہ ساقط ہوتی ہے۔ میرے اس اعتراض کے جواب سے الحمدللہ پوری دیوبندیت خاموش ہے۔ نیز آلِ دیوبند عید کی نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد تین زائد تکبیریں ایسے وقت بھی کہنے کے قائل ہیں جب امام قرآن پڑھ رہا ہوتا ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے بہشتی زیور (حصہ ۱۱ ص ۷۸ عیدین کی نماز کا بیان مسئلہ ۱۹) آپ کے مسائل اور ان کا حل (۲/ ۴۱۶) احسن الفتاویٰ (۴/ ۱۵۳) چارسو اہم مسائل از محمد ابراہیم صادق آبادی (ص ۲۷۳) ہفت روزہ ختم نبوت (جلد ۲۹ شمارہ ۳۵/ ۳۴ ص ۹)

نیز ماسٹر امین اوکاڑوی نے مناظرے میں قرآن کی آیت بغیر کسی صحابی کی تفسیر کے بھی پیش کی تھی۔ (دیکھئے فتوحات صفدر ج۳ ص۱۵۱، سطر نمبر۱۵، ج۱ ص۲۲۶، دوسرا نسخہ ج۱ ص۱۹۹)

بیچارا ننھا اوکاڑوی کہاں تک ماسٹر اوکاڑوی کا دفاع کرے گا؟!

۱۷) ننھے اوکاڑوی کے مغالطے کا خلاصہ: ننھے اوکاڑوی نے ماسٹر امین کے مناظروں کو قطع برید کے ساتھ شائع نہیں کیا محمد زبیر صادق آبادی کا یہ محض الزام ہے۔

(دیکھئے قافلہ... جلد۴ شمارہ۲ ص۳۴)

الجواب: ننھے اوکاڑوی کا انکار جھوٹ پر مبنی ہے مثال کے طور پر قاضی عبدالرشید حفظہ اللہ کے ساتھ اوکاڑوی کا جو مناظرہ رفع یدین پر ہوا تھا اس میں قاضی صاحب کی آخری ٹرم تھی جو ننھے اوکاڑوی نے نقل ہی نہیں کی۔ دیکھئے فتوحات صفدر (۱/ ۲۰۳)

ننھے اوکاڑوی نے شرم کی وجہ سے ماسٹر امین کی مکمل بات نقل ہی نہیں کی بلکہ نقطے لگا کر ماسٹر کی بات چھپالی ہے۔ دیکھئے فتوحات صفدر (۱/ ۱۹۵، دوسرا نسخہ ۱/ ۱۶۹)

[اوکاڑوی کی دورُخی نمبر۱، ۲ کے لئے دیکھئے الحدیث: ۶۴ ص ۱۹، الحدیث: ۶۵ ص ۲۹]

حافظ بلال اشرف اعظمی

مولانا عبدالحمید اثری رحمہ اللہ

ولادت: مولانا عبدالحمید اثری بن رحمت اللہ بن علی محمد بن عمر دین بن ابراہیم بن مکھن بن بابا رحمت ۲۲/ اپریل ۱۹۴۸ء کو کبیر والہ کے نواحی علاقہ چک نمبر ۱۴/۴ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی، بعد ازاں دینی تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ محمدیہ اوکاڑہ، ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد اور جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں زیر تعلیم رہے۔

اساتذہ کرام: آپ کے اساتذہ میں مولانا عبداللہ جھال خانو آنے والے، مولانا محمد حنیف ندوی اور حافظ محمد گوندلوی رحمہم اللہ شامل ہیں۔

درس وتدریس: جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ اور مدرسہ تدریس القرآن بھکر میں مدرس رہے، اس کے بعد تاحیات اپنے علاقہ چک نمبر 46/T-D-A اڈا جہان خان ضلع بھکر میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

تصنیف: ''نور الکتاب والحکمۃ فی تحقیق البدعۃ'' یہ کتاب سعید اسعد بریلوی کی ''بدعت اور اس کی حقیقت'' نامی کتاب پر رد بلیغ ہے۔

نوٹ: آپ دوران تعلیم میں حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ سے بخاری شریف پڑھتے ہوئے ان کے بیش بہا قیمتی نکات تحریر فرماتے رہے جو کہ تین رجسٹروں پر مشتمل ہیں۔

پسماندگان: پسماندگان میں آپ نے چھ بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

وفات: علم وعرفان کا یہ آفتاب اپنی کرنیں بکھیرتا ہوا، ۱۱/ جولائی ۲۰۱۰ء کو اتوار کی شام چک نمبر 46/T-D-A اڈا جہان خان ضلع بھکر میں غروب ہوگیا۔ **وکان ثقۃ رحمہ اللہ**

اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ